عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۱ | ۳ تا ۹ محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق یکم تا ۷ اگست ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۲۹

تعویذ کی حقیقت
شرعی حکم

قرآن اور ختمِ نبوتؐ

فرد کی اصلاح
قرآنی اصول

امیر شریعت حضرت مولانا
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

سسرال سے آئے ہوئے بکرے کی قربانی

س:...... ہمارے بیٹے کی منگنی ہوئی ہے۔ ان کی سسرال سے قربانی کے لئے ایک بکرا بقرعید پر آیا تھا، ہم نے ان سے معلوم کیا کہ یہ کس کے نام کی قربانی ہے؟ انہوں نے ہمیں جواب دیا کہ ہماری بیٹی کے نام کی ہے، آپ ہمیں یہ بتائیں کہ اس قربانی کے پیسے لڑکی والے دیں گے یا لڑکے والے دیں گے؟ اس مسئلہ کا شرعی تحریری جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج:...... واضح رہے کہ منگنی رشتہ لینے دینے کے وعدے کا نام ہے، منگنی کرنے سے نکاح نہیں ہوجاتا۔ اس لئے لڑکی اور لڑکے کے لئے ایک دوسرے پر کسی قسم کے کوئی بھی شرعی یا قانونی حقوق لازم نہیں ہوتے۔ سوائے اس کے کہ منگنی کرنے کے بعد لڑکی کا کسی دوسری جگہ رشتہ کرنا بغیر کسی معقول وجہ اور صحیح عذر کے جائز نہیں، یعنی منگنی توڑنا وعدہ خلافی ہے اور وعدہ خلافی گناہ ہے۔ نکاح سے پہلے منگیتر اجنبی ہے، لہٰذا نکاح سے پہلے منگیتر کا حکم بھی وہی ہوگا جو غیر مرد کا ہے کہ عورت کے ساتھ اس کا میل جول اور گفتگو جائز نہیں۔ منگنی کے بعد لڑکی اور لڑکے والے ایک دوسرے کو ہدایا اور تحائف بھیجتے ہیں جو کہ تکلف محض ہے اگر دکھاوے اور رسم و رواج کے طور پر ایسا کیا جائے تو جائز نہیں اور اگر خلوص و محبت سے دیا جائے تو درست ہے۔

لہٰذا صورت مسؤلہ میں لڑکی والوں نے عید پر جو بکرا قربانی کے لئے بھیجا تھا اس کی حیثیت بھی ہدیہ کی تھی۔ اس لئے اس کی مکمل رقم لڑکی والوں کے ذمہ واجب ہے، قربانی ہوجانے کے بعد اب وہ لڑکے والوں سے اس رقم کا مطالبہ نہیں کرسکتے۔ کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی قے کرنے کے بعد دوبارہ اس کو چاٹنے لگے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر لڑکی کے ذمہ قربانی واجب تھی تو اس کی رقم کا انتظام بھی خود لڑکی کے ذمہ واجب تھا اور اگر قربانی واجب نہیں تھی تو بکرا خریدنے سے قربانی تو واجب نہیں ہوگی لیکن اس بکرا کی رقم خریدنے والے کے ذمہ واجب ہوگی۔ بہرحال بکرا کی رقم کا لڑکے والوں سے مطالبہ نہ شرعاً، نہ اخلاقاً اور نہ ہی قانوناً درست ہے۔

سجدہ سہو واجب ہونے کا اصول

س:...... نماز کے اندر بلاوجہ تین تسبیح کے مقدار تاخیر ہونے سے سجدہ سہو واجب ہوجاتا ہے۔ تسبیح سے کون سی تسبیح مراد ہے؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

ج:...... سجدہ سہو واجب ہونے کا اصول یہ ہے کہ فرض کی تاخیر سے یا واجب چھوٹ جانے سے یا واجب کی تاخیر سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔ تاخیر کی مقدار تین تسبیحات ہیں، اس سے مراد رکوع یا سجدہ کی تسبیحات ہیں یعنی تین مرتبہ ''سبحان ربی العظیم'' یا ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہنا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مفلس

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۴۱ ۳ تا ۹ رمحرم الحرام ۱۴۴۴ھ، مطابق یکم تا ۷ راگست ۲۰۲۲ء شمارہ:۲۹

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

شرعی حکمرانی کے چند اصول وضوابط	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
قرآن کریم اور ختم نبوت	۸	مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ
فرد کی اصلاح کے قرآنی اصول	۱۲	مولانا زبیر احمد صدیقی
تعویذ کی حقیقت اور اس کا شرعی حکم	۱۵	مفتی شفیق الدین الصلاح
عیسائی پادریوں سے چند سوالات (۸)	۱۸	مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ
دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس، لورالائی	۲۱	مولانا محمد عنایت اللہ، بلوچستان
امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ....	۲۲	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۶	" " " " "

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

ادار یہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

شرعی حکمرانی کے چند اصول وضوابط

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امارات اسلامیہ افغانستان کے زعیم عالی قدر امیر المومنین ملاہبۃ اللہ اخوندزادہ حفظہ اللہ نے کابل کے ایک بڑے اجتماع جس میں ۳۵۰۰ سے زائد علماء کرام موجود تھے جو مسلسل تین دن رہا، اس میں شرعی حکمرانی کے چند اصول وضوابط کے علاوہ بہت اہم باتیں سامعین کے سامنے بیان کیں، افادۂ عام کی غرض سے قارئین ختم نبوت کے لئے بطور اداریہ چیدہ چیدہ باتیں ہدیہ کی جارہی ہیں:

حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا: اجتماع میں شریک علماء کرام، صاحب قدر عوامی مشران اور امارتِ اسلامیہ کے محترم مسؤلین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پہلے آپ سب کو امارتِ اسلامیہ کی فتح عظیم پر مبارکباد دیتا ہوں آپ سب کو مبارک ہو، اس فتح کی، جس کے نتیجے میں ہمارا ملک آزاد اور اسلامی نظام حاکم ہوا۔ سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ افغان جہاد کی کامیابی ساری امت کے لئے بالعموم اور افغان عوام کے لئے بالخصوص عظیم نعمت ہے۔ اللہ پاک سب کی قربانیاں قبول فرمائیں، جو مجاہدین اور عوام جہاد میں شہید ہوئے ہیں اللہ پاک ان سب کی شہادتیں قبول فرمائیں، اسی طرح سب مجاہدین کے جہاد کو اللہ پاک قبول فرمائیں۔ ان بیس برسوں میں جس نے بھی قربانیاں دیں اور تکالیف برداشت کیں، اللہ پاک ان سب کو قبول فرمائیں۔ شہداء کے گھرانوں اور یتیموں کی اچھی کفالت کے لئے امید رکھتا ہوں۔ جس نے بھی ہمارے جہاد کی قولی، عملی اور اخلاقی طور پر حمایت کی ہو، اللہ سب کو قبول فرمائیں۔ جہاد میں بیوہ ہونے والی بہنوں، یتیموں اور معذور ہونے والے مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے اجر مانگتا ہوں۔ اللہ پاک ہمیں ان کی خدمت کی توفیق دے۔ اللہ پاک انہیں اجر عظیم عطا فرمائیں، جنہوں نے موجودہ زلزلہ زدگان کے ساتھ معاونت کی۔ ساری دنیا سے جس نے بھی ہمارے جہاد کی حمایت کی ہے قولی، عملی، دعا یا جس طریقے سے حمایت کی ہے، اللہ پاک انہیں جہاد کا کامل اجر عطا فرمائیں، ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

محترم بھائیو! افغان جہاد کی کامیابی صرف افغانوں کا فخر نہیں، بلکہ دنیا کے سارے مسلمانوں کا فخر ہے۔ دنیا کے سارے متدین لوگ امارت اسلامیہ کی فتح پر خوش ہیں۔

افغان جہاد کی کامیابی وفتح صرف افغانوں کی نہیں بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی فتح اور خوشی ہے۔ دنیا کے مسلمان اس کو سمجھتے ہیں کہ اسلام میں امن وسلامتی کا پیغام موجود ہے اور کامل ایمان یہ ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے ہر قسم کے شر سے محفوظ ہو۔

اسلام کی ہر مسلمان کو یہ نصیحت ہے کہ دوسرا مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان کے شر سے محفوظ ہوگا۔ دنیا کے مسلمان امن وسلامتی کے شعار پر خوش ہوتے ہیں اور انہیں پسند کرتے ہیں جو اس شعار کو اپنائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوگا۔ اگر چہ بظاہر جہاد اپنے ساتھ تخریب رکھتا ہے، لیکن اس کے نتیجے میں امن وسلامتی آتی ہے۔ اب دنیا کے مسلمان امن وسلامتی کے شعار کے عملی نمونے کے منتظر ہیں۔

مسلم ممالک کے موجودہ حکمران صرف اپنے مفادات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور لوگوں کی امیدوں کو بھول گئے ہیں۔ امریکی حملے کے وقت کسی کو اللہ تعالیٰ کی راہ کی طرف دعوت نہیں دی جاسکتی تھی، لیکن اب اللہ تعالیٰ نے جہاد کامیاب کیا تو دعوت الی اللہ کے لئے آزادی ہوگئی۔ کفار کی ہم سے جنگ زمین ومال پر نہیں تھی۔ ہماری جنگ عقیدہ ونظریہ کی جنگ تھی۔ یہ جنگ ابھی ختم نہیں ہوئی ہے اور یہ قیامت تک جاری رہے گی۔ چند برس پہلے کوئی جہاد و مجاہد کا نام نہیں لے سکتا تھا۔ یہ جہاد کی برکت ہے کہ ملک آزاد ہوا اور سب کچھ ہماری مرضی پر ہے۔ اب ہمیں ایک دوسری قسم کے تقابل کا سامنا ہے کہ ''دوسرے ہم سے مطالبات کی تطبیق چاہتے ہیں، جبکہ ہم اپنے اہداف کے تعاقب میں ہیں۔'' ہمارے ساتھ نصرت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے اور ہمارا مطلوب صرف اللہ کی رضا ہے۔ ہمیں کوئی ایسا کام قبول نہیں، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے۔ ہمارے ساتھ نصرت کرنے والا ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے، اس کی رضا ہمیں مطلوب ہے اور باقی دنیا ہمیں ان چیزوں میں قابل قبول نہیں، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجائے۔ قطر میں بات چیت نتیجے کے قریب ہوئی تو مجھے اس بات کی فکر تھی کہ کس طرح پھر اس کے کٹھ پتلی غلاموں کے ساتھ جنگ کروں گا؟ اس حال میں کہ یہ اسلامی نظام کے تحکیم کی مخالفت کریں گے۔ ہماری کسی بھی وقت ان افغانوں کے ساتھ جنگ مقصود نہ تھی جو کافروں کے دوست تھے۔ ان کے ساتھ جنگ اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے اپنے آپ کو کافروں کے لئے ڈھال بنایا تھا، اگر ہماری کارروائیوں میں افغان مارے گئے ہیں، اگر چہ وہ حملہ آوروں کے شانہ بشانہ کھڑے تھے پھر بھی انہیں مارنا ہمارا ہدف نہیں تھا۔ ہم ہمیشہ ان سے کہتے رہے کہ آئیں ہتھیار زمین پر رکھ دیں اور دین وملک کے مقابلہ میں غیروں کی دوستی چھوڑ دیں۔ میں اس پر یقین وعقیدہ رکھتا ہوں کہ امارت کا وصف حق کا بول بالا ہے اور مجاہدین صرف اور صرف اللہ کے لئے جہاد کرتے ہیں، کوئی دوسرا مقصد وہدف نہیں رکھتے۔ اگر مجھ پر یہ ثابت ہوگیا ہوتا کہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین مخلصانہ جہاد نہیں کرتے تو اللہ کی قسم! میں ضرور ایسی جماعت کی دوستی کرتا جو واقعتاً مخلصین مجاہدین ہوتے۔ جس طرح عام مسلمانوں کے لئے امن وامان ضروری ہے، اسی طرح حکومت داری کے لئے امن وامان ضروری ہے تاکہ فساد، رشوت، خودغرضی، جبر، قوم پرستی اور غیر مستحق متعلقین کو نوازنا ختم ہو۔

اگر یہ مفاسد ختم نہ ہوں تو یہ مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہے، بلکہ چند اشخاص کے فائدے کی حکومت ہوگی، امن وامان اور ثبات کے لئے ضروری ہے کہ مسؤلین (عہدیدار) اپنی شخصی خواہشات کو چھوڑ دیں، اپنے آپ میں شریعت لائیں، اپنے گھر، ادارہ اور ساری زندگی میں شریعت لائیں۔ اسلامی نظام میں اصل یہ ہے کہ اپنی خواہشات کو چھوڑ دو، اور اپنے آپ کو شریعت کے احکام پر عمل کرنے میں برابری کرو۔ اگر تم اپنے آپ کو شریعت پر عمل کرنے میں برابری کی سطح پر نہیں لاؤ گے تو تمہارا دعویٰ جھوٹ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے شریعت کے معاملات میں برابری کرتا ہوں۔ اگر ایک نظام میں خواہشات سامنے آئیں تو امن متاثر ہوتا ہے۔ پچھلے نظام میں خواہشات اصولوں پر مقدم تھیں تو امن وامان بھی نہیں تھا۔ اب جب خواہشات نہیں ہیں تو امن وامان ہے۔ اگر خواہشات مقدم ہوگئیں تو پھر امن وامان ختم ہوجائے گا۔ اسلامی شریعت تمام اقدار کے تحفظ کی ضامن ہے، اگر شریعت ہو تو امن و امان، آزادی اور اسلامی نظام سب دوام کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان میں برکت ڈالیں گے۔ شرعی نظام دو جماعتوں سے وجود میں آتا ہے: ایک حاکم اور دوسرے علماء کرام، اگر علماء مسؤلین (عہدیداروں) کی خیر کی طرف رہنمائی نہیں کریں گے اور انہیں نصیحت نہیں کریں گے یا پھر حاکموں نے اپنے

دروازے علماء کرام پر بند کردیئے اور ان سے اپنے آپ کو مستغنی کر دیا تو پھر اسلامی نظام نہیں چل سکتا۔

جہاد اور جنگ کا دور، حکومت داری سے جدا ہے۔ مجاہدین نے خوب جرأت سے جہاد کیا اور میدان کو خوب بہادری سے جیتا۔ شرعی نظام کے لئے قربانیاں دیں، لیکن شریعت نافذ کرنا طالب و مجاہد کا کام نہیں۔ شریعت نافذ کرنا علماء کرام کا کام ہے۔ عدالت نظام کے بقا کی ضامن ہے، ظلم کے ساتھ کوئی بھی حکومت قائم نہیں رہا کرتی۔ اگر مجھے اپنا شرعی امیر کہتے ہو تو اطاعت بھی کرو گے۔ میں نام کا سیاسی رہنما یا انتخابات کے ذریعہ آیا ہوا رئیس جمہور نہیں، علماء کرام ہمیں راستہ دکھائیں گے، ہم ان کا اجرائی لشکر ہیں۔ ظلم کی صورت میں اسلامی نظام باقی نہیں رہ سکتا۔ میں نے سنا کہ کابل میں اب بھی ایک بدمعاش قیمتی موٹروں میں پھرتا ہے۔ میں نے مسؤلین سے کہا کہ اگر آپ انہیں پکڑ نہیں سکتے تو میں پکڑتا ہوں۔

محترم بھائیو! متحد ہو جائیں، ایک ہو جائیں، جابروں کو نہ چھوڑیں، ظلم کی اجازت نہ دیں، امن خراب کرنے والوں کو اجازت نہ دیں، علماء کرام اور عوام حق رکھتے ہیں کہ حاکموں کو نصیحت کریں اور اشتباہات کی طرف انہیں متوجہ کریں، ان کے ساتھ ملاقات کریں اور مجلس میں انہیں یاددہانی کرائیں۔ مگر یہ نصیحت نہیں کہ عام میڈیا میں حاکموں کی کمزوری کو بیان کیا جائے۔ اس کام سے حکومت اور ملت کے درمیان فاصلے پیدا ہوتے ہیں۔ جس طرح علماء کرام حق رکھتے ہیں کہ حاکموں کو نصیحت کریں، اسی طرح مسؤلین مکلّف ہیں کہ ایک دوسرے کو نصیحت کریں۔ لازم ہے کہ ایک دوسرے کی تخریب نہ کریں، اس لئے کہ اختلاف کے نتیجے میں امارت ختم ہو جائے گی، دشمن میدان میں شکست کھانے کے بعد سازشوں اور خفیہ پلان کے راستے اپنے مقاصد پورے کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ آج افغانستان اپنی مستقل اور خودمختار رائے پر کھڑا ہے اور یہی مقصد متعین کرنا اس کا مسلمہ حق ہے۔ ایک مملکت اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتی جب تک اسے استقلال حاصل نہ ہو۔ الحمدللہ! ہم ایک مستقل ملک ہیں۔ لوگ ہم سے فرمائشیں نہ کریں۔ ہمارا اپنا نظام ہے اور اپنے فیصلے کرتے ہیں۔ ہمارا ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندگی کا تعلق ہے۔ دوسروں کی ایسی باتیں نہیں مان سکتے، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں۔

تاجر حضرات سے کہتے ہیں کہ آئیں، وہ کسی قسم کا خوف نہ رکھیں، آئیں اور صنعتیں لگائیں، سرمایہ کاری کریں، اس لئے کہ بیرونی امداد ہمیں نہیں اٹھا سکتی، بلکہ اور بھی محتاج بناتی ہے اور استقلال سے ہمیں محروم کرتی ہے۔ اسلام سلامتی کا دین ہے، ہم سلامتی اور امن چاہتے ہیں، کسی کے لئے بھی برے عزائم نہیں رکھتے، پڑوسی ممالک ہم سے کسی قسم کے خطرے کا احساس نہ کریں، میں نے ثواب کی نیت سے اس اجتماع میں شرکت کی۔ اگر یہ اجتماع بدخشان یا نورستان میں ہوتا تب بھی اس میں شرکت کرتا۔ ہم حاکم نہیں ہیں۔ ہم خادم ہیں۔ اس لئے کہ حکم اللہ تعالیٰ کر چکا ہے اور قرآن و شریعت نے ہمیں سب احکام بیان کئے ہیں، ہم صرف اسی شریعت کے خادم ہیں، ہم ایسی ملت ہیں کہ شہادت ہمارا ارمان ہے۔

امریکیوں نے تو اب تک بموں کی ماں استعمال کی ہے، اگر ایٹم بم بھی استعمال کریں، تب بھی ہم اللہ کے راستے سے نہیں ہٹتے اور ان کی کفریہ فرمائشیں نہیں مان سکتے۔ میں نے ایک مولوی صاحب کو حکم دیا کہ کابل (کسی مسؤل کے پاس) جاؤ، انہوں نے عذر کیا کہ گھر میں کچھ مسائل ہیں اور وہ مسائل ذکر کئے۔ تو میں نے کہا کہ مولانا! آپ سے ہی اس مسئلہ کا جواب چاہتا ہوں کہ کیا یہ شرعی عذر ہے؟ تو مولوی صاحب کچھ دیر خاموش رہے اور پھر جواب دیا کہ: یہ شرعی عذر نہیں، تو میں نے کہا کہ: جاؤ۔ چنانچہ وہ صبح کو چلے گئے۔ ہم اپنے جنگی مخالفین سے بھی انتقام نہیں لے رہے گو کہ انہوں نے ہمیں مارا ہے اور ہمارا حق بھی ہے انتقام لینا۔ جب ہم ان سے انتقام نہیں لے رہے تو پھر دوسرے مسلمان یا ملت کے کسی فرد پر ظلم کا ارادہ کیوں رکھیں؟ یہ بہت بعید ہے، ہمارے پڑوسی کسی قسم کا خوف محسوس نہ کریں کہ ہم ان کے ساتھ برا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہم نہ کسی دوسرے کے ارادہ پر کام کرتے ہیں، نہ کسی دوسرے کی کمانڈ پر کام کرتے ہیں۔ ہم اپنے ارادے پر مستقل ہیں۔ ہمارے ساتھ کوئی بات کرے تو پُر اعتمادی کے ساتھ کرے۔ ایسا نہیں کہ ہم آج ایک

بات کریں اورکل دوسری بات کریں۔ہم مستقل ہیں۔اللہ پاک ہمیں مستقل رکھیں۔

ہم آزاد ہیں،اللہ پاک ہمیں آزادرکھیں،یہ درخواست کرتا ہوں کہ تفرقے کی باتوں کو چھوڑ دیں،ایک جزئی بات لے کرنعرے لگاتے ہیں اور ادھرادھر پھراتے ہیں،ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں،افہام وتفہیم سے کام لیں،ہم سرے سے حاکم ہی نہیں،ہم خادم ہیں،حکم اللہ پاک نے کیا ہے، ہماری شریعت کا ماخذ کتاب اللہ،سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حنفی فقہ ہے۔

بھائیو!میں آپ کو نصیحت نہیں کررہا، بلکہ یہ ایک مذاکرہ ہے۔علماء کرام نے مجھ سے کہا کہ:’’ایک اجتماع بلاتے ہیں،امارت کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں،آج کل کفارامارت کوتسلیم نہیں کرتے تو ہم آپ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں اورنعرہ لگاتے ہیں،یہ ان کی محبت ہے،امارت کے ساتھ سارے مسلمان کھڑے ہیں،اس اجتماع میں ثواب کی نیت سے شریک ہوا ہوں،اجر کی نیت سے شریک ہوا ہوں۔یہ اللہ پاک کا فضل ہوا کہ یہ سعادت نصیب ہوئی۔اللہ پاک آپ کے بیٹھنے اورعلماء کرام کی تقریریں توجہ سے سننے کو قبول فرمائیں۔باقی باتیں چھوڑتا ہوں۔اللہ پاک آپ کو خیر نصیب فرمائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔‘‘

اگران اصول وضوابط کوسامنے رکھ کر ہمارے مقتدر حلقے اور جمہوری سیاسی جماعتیں ہمارے ملک پاکستان کوآگے لے جانے کی کوشش کریں،تو امید ہے کہ ہمارے بہت سارے گھمبیر اور لاینحل مسائل خودبخود حل ہوجائیں گے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر سیاسی جماعت اور ہر لیڈر اپنی ذات کی نفی کر کے ملک اورقوم کے مستقبل کوسامنے رکھ کر پالیسیاں بنائے اوران پالیسیوں کی روح کے مطابق خلوص دل سے اس پرعمل درآمد کرے توان شاء اللہ!بہت جلد اس کے ثمرات ملک اورقوم تک پہنچیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے ملک کواستحکام عطا فرمائے،اس کی معاشی مشکلات کوحل فرمائے اوراس کی جغرافیائی اورنظریاتی سرحدات کی حفاظت فرمائے۔آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیّدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

قرآن کریم اور ختم نبوت

مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

ختم نبوت دین کا وہ بنیادی اور اساسی عقیدہ ہے جس پر پورے دین کی حفاظت اور بقا کا انحصار ہے۔ اگر عقیدہ ختم نبوت محفوظ ہے تو دین محفوظ ہے، اگر یہ عقیدہ ٹوٹ جائے اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کو نبی تسلیم کرلیا جائے تو وہ دین کے کسی ایک جزو کو منسوخ کردے، جیسے مرزا قادیانی نے جہاد کو منسوخ کردیا یا پورے دین کو منسوخ کرکے نیا دین پیش کردے، جیسے ”بہاء اللہ ایرانی“ جس نے پورا دین اسلام منسوخ کرکے اپنے متبعین کو نیا دین ”دین بہائی“ دیا ہے تو اس نبی کے متبعین کو یہ ماننا پڑتا ہے۔ اگر پورے دین کو جسم سے تشبیہ دی جائے تو ختم نبوت کا عقیدہ اس کے بقا اور تحفظ کے لئے روح کا درجہ رکھا ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے اسی عقیدہ کی تشریح وتوضیح ایک سو سے زائد آیات میں مختلف طرق واسالیب سے کی ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنی کتاب ”ختم نبوت کامل“ کے پہلے حصے میں ایک صد آیات اس عقیدے کی وضاحت میں پیش کی ہیں۔ اس مختصر مضمون میں ان تمام آیات کا احاطہ کرنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے احباب سے التماس ہے کہ وہ مفتی صاحب کی کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

دعائے خلیلؑ ونوید مسیح علیہ السلام:

اللہ تعالیٰ کے پیارے خلیل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام جب خانہ کعبہ (خدا کے گھر) کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اس گھر کی آبادی کے لئے اللہ تعالیٰ سے ایک عظیم الشان رسول کی درخواست کی جو اس گھر کے آباد کرنے والا ہو، اللہ تعالیٰ نے درخواست قبول فرمائی۔ اس دعا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ شامل تھے۔ اس لئے اس رسول عظیم کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں مقرر فرمایا اور چونکہ انہوں نے ایک ہی رسول کا سوال کیا تھا، اس لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کوئی نبی و رسول نہ ہوا۔ جس قدر نبی اور سول اللہ تعالیٰ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھیجنے تھے وہ تمام حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے مبعوث فرمائے، کیونکہ حضرت اسحاق علیہ السلام اس دعا میں شریک نہ تھے اور جب اس سلسلہ کے آخری پیغمبر کو مبعوث فرمایا، ان کے لئے ایسے رسول کا انتخاب کیا جن کا نہ باپ تھا اور نہ ہی کوئی بیٹا۔ یعنی سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام اگر ان کا بیٹا ہوتا تو ان کی اولاد کے متعلق رسول بننے کا سوال پیدا ہوسکتا تھا اور جب بنی اسرائیل سلسلہ کے آخری رسول سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو ان کی زبان پاک سے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ان الفاظ میں اعلان کرادیا:

”وَمُبَشِّراً بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ۔“ (الصّف:۶)

ترجمہ: ”میں اس رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا وعدہ کتب سابقہ میں ہوتا رہا کہ وہ تیرے بعد تشریف لانے والے ہیں اور ان کا نام اسم گرامی ”احمد“ ہوگا۔“

چنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں آیات کی روشنی میں یوں ارشاد فرمایا: ”انا دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ“... میرے جد امجد سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے جس عظیم رسول کی دعا فرمائی اور جس آخری رسول کی میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی وہ میں ہوں...۔“

(کنزالاعمال، ج:۱۱،ص:۳۸۴،مطبوعہ بیروت)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیت مبارکہ:

”مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَـٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً۔“ (الاحزاب:۴۰)

نازل فرماکر سلسلۂ نبوت و رسالت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم فرمادیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ارشاد ربانی کی وضاحت میں دوصد سے زیادہ احادیث مروی ہیں۔ جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی

وضاحت وصراحت کے ساتھ سلسلۂ ختم نبوت و رسالت کے خاتمہ اور اپنے آخری نبی ہونے کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ ترمذی شریف کی روایت میں بڑی صراحت سے ارشاد فرمایا:

”ان الرسالة والنبوة قد انقطعت رسول بعدی ولا نبی بعدی۔“ (سنن الترمذی،۲/۵۱)

ایک حدیث میں مکان کی تشبیہ دے کر فرمایا کہ قصرِ نبوت مکمل ہوگیا اس میں صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی تھی۔

”تلک البنة۔“ (صحیح البخاری،۱/۵۰۱)

اب قصرِ نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں قصرِ نبوت اب مکمل ہو چکا ہے۔ ہاں میرے بعد میری امت میں سے کئی کذاب، دجال پیدا ہوں گے جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے۔لیکن یادرکھنا:”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔“

آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی ہمہ گیری اور وسعت سے ختم نبوت کا ثبوت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جس قدر انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے رہے وہ صرف اپنی ایک ایک قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے، مثالیں:”وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا“(هود:۵۰) ”وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ۔“ (الصّف:۶)

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ اسلوب بدل دیا اور بڑی وضاحت کے ساتھ حکم فرمایا:”قل یایها الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً۔“(الاعراف:۵۶)

اس طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

”وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔“(السبا:۸۲)

”وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ“(الانبیاء:۱۰۷)

یہ شان کسی اور پیغمبر کی نہیں ہے۔ جس طرح خود اللہ تعالیٰ:”رب الناس، ملک الناس، اله للناس۔“(الناس:۳-۱)

اسی طرح حضور اکرم تاجدار انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم”رسول الناس“ ہیں، بلکہ اس کے ساتھ تو”کافة“ کی تاکید بھی شامل فرمادی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کا”رب، الٰه، مالک“ ہے، اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام لوگوں کے لئے رسول ہیں۔ اب جو بھی اپنے آپ کو الناس میں شامل سمجھتا ہے، اس کے لئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی اور رسول ہیں اور قیامت تک آنے والے الناس (لوگوں) کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی رسالت پر ایمان لانا معتبر ہے۔ ہاں جو الناس میں شامل نہ ہو تو بقول امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ:

”جو بندے کا تخم ہے، اس کے لئے میرے آقا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ ہاں بندے کا تخم نہ ہو وہ کسی اور کو نبی بنالے اس کی مرضی۔“

تکمیل دین اور ختم نبوت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت ایک اور انداز سے بھی واضح فرمادی۔ حجۃ الوداع کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:”اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ۔“(المائدہ:۳)

انسانیت کی تکمیل کے ساتھ ساتھ شریعت کی تکمیل ہوتی رہی۔ ہر آنے والے رسول اور نبی کے ذریعے زمانہ اور حالات کے مطابق شریعت میں ترمیم وتنسیخ کا سلسلہ جاری تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کے رخصت ہونے سے چند ماہ قبل حجۃ الوداع کے موقع پر ایک عظیم اور تاریخی اجتماع میں یہ اعلان کرادیا کہ اب دین وشریعت مکمل ہو چکے ہیں۔ اب اس میں کسی قسم کی ترمیم وتنسیخ کی گنجائش اور ضرورت باقی نہیں رہی۔ یہ تکمیل دین کا اعلان ہی ختم نبوت کا اعلان ہے۔ دین میں ترمیم وتنسیخ تو انبیاء کے ذریعے سے ہی ہوتی تھی۔ اب جب دین مکمل ہوگیا تو قیامت تک اس میں کسی ترمیم کی ضرورت نہ رہی تو نبی کے آنے کا مقصد ہی پورا ہوگیا۔

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABS
ESTD 1880
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

قرآن کریم کی حفاظت اور ختم نبوت:

دین کی تکمیل کی بشارت کے ساتھ ساتھ دین کی اساس وبنیاد قرآن کریم جو بنی نوع انسان کے لئے آخری پیغام ہدایت ہے، اس کی حفاظت کے لئے: ''إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ''(الحجر:۹) کا اعلان فرماکر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حفاظت کی گارنٹی دے دی۔ پہلی شریعتوں میں ترمیم وتنسیخ کا سلسلہ بھی جاری تھا اور انسانی تحریف وتغیر کا سلسلہ بھی چل رہا تھا۔ انبیاء ورسل کے ذریعے شریعت میں ترمیم وتنسیخ اور اصلاح کا کام لیا جاتا۔ جب اللہ تعالیٰ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت و رسالت کو ختم کرنا تھا تو حفاظت کا ذمہ خود لے لیا کہ قیامت تک اس آخری کتاب ہدایت میں نہ تو ترمیم وتنسیخ ہوگی اور نہ ہی اس میں انسانی تصرف سے کسی قسم کی تغیر و تحریف ہوسکے گی۔ ورنہ پہلی کتب سماوی بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نازل ہوئی تھیں، ان میں سے کسی کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا۔ کیوں کہ نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری تھا، اس لئے ضرورت نہ تھی۔

امت محمدیہ کی خصوصیت، دعوت وتبلیغ:

انبیاء علیہم السلام کا سب سے اہم فریضہ دعوت وتبلیغ تھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ورسالت ختم فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا خاصہ قرار پایا۔

ارشاد ربانی ہوا: ''کُنْتُمْ خَیْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔''(آل عمران:۱۱۰)

اگر سلسلۂ نبوت جاری رہتا تو یہ دعوت الی اللہ کا عمل جو انبیاء علیہم السلام کا خاصہ تھا، اس امت کے ذمہ نہ لگایا جاتا، بلکہ یہ فرض نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے انبیاء علیہم السلام ہی سرانجام دیتے رہتے۔

حضور اکرم ﷺ کی امت دعوت وامت اجابت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو امتیں ہیں:

۱:... امت اجابت:

جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی۔

قرآن کریم میں امت اجابت کو جہاں کہیں بھی خطاب دیا گیا یا انہیں کوئی حکم دیا گیا تو: ''یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا'' کے ساتھ جیسے: ''یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ۔''(البقرہ:۱۸۴)

''یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ۔''(الحدید:۲۷)

''یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَکُمْ۔''(التحریم:۶)

۲:... امت دعوت:

جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان و اسلام کی دعوت دی، امت دعوت کو: ''یا ایھا الناس''.... کا خطاب فرماکر آئندہ نبوت ورسالت کا ذکر فرمایا ہو۔ قادیانی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت جاری ہونے کا جن آیات سے استدلال کرتے ہیں وہ محض ان کا دجل وفریب اور دھوکا ہے، تمام آیات وہ ہیں جن میں پہلی امتوں سے رسولوں کے آنے کے دعوے کئے گئے ہیں، جیسے: ''یَابَنِی آدَمَ إِمَّا یَأْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ۔''(الاعراف:۳۵)

وغیرہ اس آیت کے سیاق وسباق کا مطالعہ فرمائیں تو واضح ہوجائے گا کہ یہ خطاب حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اجابت یا امت دعوت کا نہیں ہے، بلکہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام کے تذکرہ میں آئی ہے کہ ان دونوں کو زمین پر اتار دیا گیا تو ان سے ہونے والی اولاد کو یا بنی آدم کے صیغہ سے خطاب کرکے احکام دیئے گئے۔ ہم بلاخوف تردید قادیانی امت کو چیلنج دیتے ہیں کہ پورے قرآن مجید میں ایک آیت ایسی دکھا دیں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اجابت کو''یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' سے خطاب کرکے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت دعوت کو''یاایھا الناس'' سے خطاب فرماکر آئندہ انبیاء یا رسل

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

کے آنے کا ذکر ہو۔

ختم نبوت پر قرآن کی ایک دلیل:

مضمون ختم کرنے سے قبل راقم قارئین کرام کی توجہ (ختم نبوت پر سو قرآنی آیات میں سے سب سے پہلی آیت جو پہلے پارے کے پہلے صفحہ پر ہے) مبذول کرانا چاہتا ہے، ہوسکتا ہے کہ کسی بھٹکی ہوئی روح کو اس سے ہدایت ہو جائے۔ راقم اکثر اس آیت کا درس دیتا رہتا ہے اور یہ درس سن کر کئی جھوٹی نبوت کے گرفتار راہِ ہدایت پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم کی ابتدا میں کامیاب اور فلاح پانے والے مومنین کی چند شرائط کا ذکر فرمایا ہے۔ ان شرائط میں ایک شرط یہ بیان فرمائی:

”والَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ“ (البقرہ:۴)

کہ ہدایت یافتہ اور کامیاب ہونے والے وہ مومن ہیں جو دو وحیوں پر ایمان لاتے ہیں، ایک وہ وحی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل کی گئی، دوسری وحی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل کی گئی۔ ان مومنین کے لئے دو سندیں عطا فرمائیں، ایک:

”اُولٰٓـئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ.“ (البقرہ:۵)

ترجمہ: ”یہ لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔“

اور دوسری:

”اُولٰٓـئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْن.“ (البقرہ:۵)

ترجمہ: ”یہی لوگ کامیاب ہیں۔“

اس آیت سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ہدایت اور کامیابی دو وحیوں پر ایمان لانے میں منحصر ہے۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہ ہوتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا جس پر وحی نازل ہوتی اور اس وحی پر ایمان لانا ضروری ہوتا تو ”من قبلک“ کے ساتھ ”من بعدک“ بھی ذکر ہوتا کہ جو وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہوگی۔ اس پر بھی ایمان لانا نجات کے لئے ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو وحی نازل ہو چکی ہے وہ آج اپنی اصل شکل میں موجود نہیں ہے اور وہ قرآن کریم کے نازل ہونے کے بعد منسوخ بھی ہو چکی ہے۔

”من قبلک“ اس کے باوجود اس کا ذکر قرآن مجید میں اکتیس (۳۱) دفعہ آیا ہے۔ تعجب ہے کہ جس وجہ سے امت محمدیہ کو سابقہ پڑتا تھا اور انہیں اس کی ضرورت ہے اس کا پورے قرآن میں ایک مرتبہ بھی ذکر نہیں آیا۔

”من قبلک“ تو اکتیس (۳۱) دفعہ اور ”من بعدک“ ایک مرتبہ بھی نہیں آیا۔ حالانکہ مرزا قادیانی دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر وحی نبوت نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن مجید کی مانند ہے اور اللہ تعالیٰ نے میری وحی کو نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند مدار نجات ٹھہرایا۔ (اربعین:۴، حاشیہ رخ:۱۷/۴۳۵)

اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا قادیانی نبی ہوتا اور اس کی وحی پر ایمان لانا بھی پہلی دونوں وحیوں کی طرح ضروری ہوتا تو اللہ تعالیٰ ”من قبلک“ کے ساتھ یا تو ”من بعدک“ ذکر فرماتے کہ اے پیغمبر جو وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہوگی (جیسا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے) اس پر بھی جو ایمان لائیں گے وہ ہدایت یافتہ اور کامیاب ہوں گے یا پھر دو وحیوں کے ذکر کے بعد اگر مرزا قادیانی کی وحی پر ایمان لانا ضروری تھا، تو: ”اُولٰٓـئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَاُولٰٓـئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ.“ کی دو سندیں عطا نہ فرماتا، اب قرآن تو صاف صاف فرماتا ہے کہ دو وحیوں پر ایمان لانے والے ہدایت یافتہ ہیں اور کامیاب ہیں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ باوجود ان دو وحیوں پر ایمان لانے کے کوئی مسلمان اس وقت تک نجات نہیں پا سکتا، جب تک میری بیعت نہ کرے اور میری وحی پر ایمان نہ لائے۔ اب فیصلہ قارئین کرام پر ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے پاک کلام کو سچا سمجھا جائے یا مرزا قادیانی کو؟؟ ☆☆

ظالم حکمران جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عہدوں کے اور حکومت کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ بہت بہترین دودھ پلانے والی ہے اور بہت بری دودھ چھڑانے والی ہے۔ آدمی خوشی خوشی قبول کرتا ہے اور جب اس کو علیحدہ کرنا چاہیں تو علیحدہ نہیں ہوتا، جس طرح بچے کو جب دودھ چھڑائیں تو بہت تکلیف ہوتی ہے، روتا ہے، مچلتا ہے، ناراض ہوتا ہے، احتجاج کرتا ہے تو اس طرح سے حکومت اور حکمرانی بڑی اچھی لگتی ہے، لیکن جو آدمی اس کو سمجھے کہ کیا ذمہ داری ہے؟ اسی سلسلے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ ”آدمی اس سے دور بھاگتا، اس لئے کہ رعایا کے اندر سے ایک آدمی بھی حق کی وجہ سے حاکم سے ناراض ہوا تو اللہ پاک نے اس کے لئے محرومی ایسی مقدر کردی کہ وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا، جو بہت دور سے آئے گی۔ جیسے کہیں کھانا پکتا ہے، بہت زبردست خوشبودار اور ہوا کا رخ ہو تو خوشبو پھیل جاتی ہے، کھانا تو پک رہا ہے، محدود جگہ میں اور خوشبو پھیل رہی ہے لامحدود جگہ میں۔

فرد کی اصلاح کے قرآنی اصول

مولانا زبیر احمد صدیقی

اصلاحِ فرد کے قرآنی نظام کو ’’تہذیب اخلاق‘‘ سے تعبیر کیا جاتا ہے،تہذیب اخلاق کا مفہوم یہ ہے کہ ہر ہر فرد کے اخلاق درست ہو جائیں اور معاشرے کا ہر فرد درست سمت چل پڑے،قرآن کریم میں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 152-153 میں افراد کی تہذیب واصلاح کے پانچ اصول بیان کئے گئے ہیں، جنہیں یہاں اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

ذکر خداوندی:

اللہ تعالیٰ سے ہر بندے کا ایسا مضبوط رشتہ وتعلق استوار ہو کہ خلوت وجلوت، تنگی و آسانی، راحت ومصیبت میں بندہ اپنے محبوبِ حقیقی کا ہی خیال رکھے،اسی کی رضا کا دم بھرے،یہ تعلق اتنا مضبوط ہوجائے کہ ہر کام سے پہلے یہ تصور اجاگر ہو کہ میرا اللہ اس کام سے راضی ہوگا یا ناراض؟ مجھے بہر صورت اپنے رب کو راضی رکھنا ہے،خواہ اس کے لئے مجھے اپنی جان اور مال سے ہی کیوں نہ ہاتھ دھونا پڑے،قلب وقالب میں اللہ کی اس یاد کا نام ’’ذکرِ خداوندی‘‘ ہے، یادِ الٰہی جسم وجان سے پھوٹ کر زبان تک پہنچتی ہے اور زبان سے بھی اللہ کی دوستی کی مٹھاس چوس کر ’’اللہ،اللہ‘‘ کے ورد سے لطف اندوز ہوتی ہے۔

شکر خداوندی:

حق تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کو اس کے حقیقی محل میں استعمال کرنے کا نام ’’شکر‘‘ اور بے محل استعمال کرنے کا نام ’’کفران نعمت‘‘ ہے، مثلاً مال ورزق بخل اور فضول خرچی سے بچتے ہوئے اپنے اہل وعیال،اقربا اور فقراء و مساکین کی ضروریات پر خرچ کرنا مال کا شکر ہے اور ناجائز خواہشات کی تکمیل، راہِ ظلم اور نام ونمود کے لئے خرچ کرنا نعمت مال کی ناشکری ہے، ذکر وشکر کی کیفیت پیدا ہونے سے جرائم کا سدباب ہوتا ہے۔ نیز نعمت میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔شکر زبان سے بھی کیا جائے اور اللہ کی ہر نعمت کو مستحضر کر کے الحمدللہ کہا جائے۔

صبر:

حسب ضرورت اپنے خالق کے سامنے دست سوال دراز کریں، اگر مل جائے تو شکر کریں اور نہ ملے تو برداشت، غیر اللہ کے دروازے پر نہ جائیں، بس اسی کا نام صبر ہے، اہل علم نے صبر کی تین اقسام ذکر فرمائی ہیں۔ ☆اللہ کی فرماں برداریوں پر ثابت قدم رہنا اللہ کی نافرمانیوں سے پرہیز کرتے رہنا۔☆ گناہوں سے بچنے اور نیکیوں پر جمنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے ناموافق حالات میں تحمل وبرداشت کا مظاہرہ کر کے اللہ سے امید لگانا۔

صلوٰۃ:

ہر طرح کی خوشی اور غمی کو اللہ کی طرف سے سمجھ کر جبین نیاز صرف اسی کے سامنے جھکانا اور نماز کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنا، اللہ کو خوش کر کے دنیا وآخرت کی نعمتوں کو اسی جہت سے ہی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔

دعا:

اللہ تعالیٰ کے سامنے دست سوال دراز کرنے کا نام ’’دعا‘‘ ہے، اپنی ہر ضرورت اسی سے مانگنا، رزق، روزی، اولاد، نوکری ، جنت اور ہدایت سبھی اللہ سے مانگتے رہنا، ملنے کا منتظر رہنا اور جلد بازی نہ کرنا۔

تدبیر منزل (اصلاحِ خانہ) کے پانچ اصول:

افراد کی ترکیب یعنی شادی بیاہ سے گھرانہ وجود میں آتا ہے، چند گھر مل کر خاندان اور برادریاں تشکیل پاتی ہیں اور بہت سی برادریوں سے ملک تشکیل پاتا ہے۔آدمی جب صاحب خانہ بنتا ہے تو اسے کسب معاش کی ضرورت پیش آتی ہے، پھر کمائی کے خرچ کرنے کے مصارف بھی متعین کرنا ہوتے ہیں، آپس کے اختلافات کی صورت میں فیصلوں کی نوبت بھی آتی ہے، تربیت ازواج واولاد کے لئے تعلیم کا انتظام بھی ضروری ہوتا ہے، اس لئے قرآن کریم نے گھرانہ کی اصلاح کے قوانین بھی مرحمت فرمائے۔گھر چلانے کی تدبیر اور گھرانہ کی اصلاح کو تدبیر منزل

کہا جاتا ہے،قرآن کریم نے تدبیر منزل کے پانچ اصول کی جانب اشارہ کیا ہے۔

کمانا،خرچ کرنا،دیوانی قوانین،فوج داری قوانین،مضبوط نظام تعلیم۔آیئے ان کی کچھ تشریح کر لیتے ہیں۔

۱:... کمانا:

حصول رزق کسی بھی گھرانے کے سربراہ کی بنیادی ذمہ داری ہے،گھر کا نظام کمائی کے بغیر چلانا ممکن نہیں،کمائی کے ذرائع کی جانب سورۂ بقرہ کی آیت نمبر144 میں اشارے موجود ہیں۔ کمانے کے لئے عقل کا استعمال کارگر ہے۔قدرت کی جانب سے کسبِ معاش کے لئے مختلف ذرائع موجود ہیں،قدرتی ذرائع اور خزانوں سے عقل وسمجھ کے استعمال سے مکمل فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے،مثلاً لکڑی وافر مقدار میں میسر ہے تو اسے کاٹ کر کشتیاں بنائی جائیں، ان کشتیوں کو تجارت کا ذریعہ بنایا جائے، اسی طرح زمین عطیہ خداوندی ہے اور بارش وپانی رحمت خداوندی ہے۔انسان زمین میں بیج ڈالیں،بارش کا پانی زمین کو سیراب کرے گا یا پانی سے خود سیراب کریں۔اللہ تعالیٰ اناج وغلہ فراہم کردیں گے،ایسے ہی لوہا، پٹرول،تانبا،آگ، گیس،لکڑی سب اللہ کی عطا کردہ نعمتیں موجود ہیں،ان چیزوں کو جوڑ کر گاڑیاں،بسیں،ٹرینیں، جہاز تیار کرکے روزی کما سکتے ہیں،جانور بھی حصول رزق کا ذریعہ ہیں، انہیں حصول رزق میں استعمال بھی کیا جاسکتا ہے۔حصول رزق کے یہ تمام ذرائع حق تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں،اللہ تعالیٰ کے ان انعامات سے بندہ لطف اندوز ہوتا ہے، وہی خالق ومالک اور رازق ہے،اس کے انعامات کا تقاضا ہے کہ اس سے قلبی لگاؤ اور حقیقی محبت کی جائے،اسی کو معبودِ برحق سمجھا جائے۔

۲:... خرچ کرنا:

جو چیز ہم خود تناول یا کسی کو کھلا رہے ہیں تو وہ حلال ہونی ضروری ہے،حرام چیز کا کھانا یا کھلانا ممنوع ہے،اشیاء کو حلال وحرام بنانے والی ذات بھی ذاتِ واحد حق تعالیٰ شانہ کی ہے،وہی ہر چیز کا خالق ومالک ہے،جو اشیاء اس نے انسان کے لئے مفید بنائیں انہیں حلال کردیا اور جو انسان کے لئے غیر مفید تھیں انہیں حرام کردیا، بعض اشیاء انسان کے لئے اس لئے غیر مفید ہیں کہ ان کے استعمال سے خود انسان کی عظمت وکرامت متاثر ہوتی ہے،مثلاً انسانی گوشت اور بعض اس لئے غیر مفید اور حرام ہیں کہ ان میں خباثت،نجاست یا گندا پن پایا جاتا ہے،مثلاً ذبح کے وقت نکلنے والا خون،مردار یا خنزیر یا معنوی نجاست وخباثت کی وجہ سے ممنوع کردہ اشیاء، مثلاً غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا جانور.... تو ان سب کو حرام قرار دیا گیا۔

۳:... نظام فوج داری:

قرآن میں ظلم کو روکنے اور توڑنے کے لئے نظام فوج داری کے دیت وقصاص کا ابدی وسرمدی اصول بیان کیا گیا ہے،اس اصول کی بدولت ظالم بھی مظلوم ہی کی طرح ٹھہرتا ہے،جو سلوک مظلوم کے ساتھ ہوا وہی یا اس جیسا سلوک ظالم کے ساتھ کیا جاتا ہے،اس قانون قصاص کی حکمت یہ ہے کہ مظلوم ومقتول یا اس کے وارثان کا غیظ وغضب،جذبہ انتقام اور غصہ کی آگ قصاص کی بدولت فرو ہوجاتی ہے اور وہ معاشرہ میں قانون شکنی کی جرأت نہیں کرپاتے، بصورتِ دیگر وارثان مقتول آتش انتقام میں قانون شکنی کا ارتکاب کرتے ہوئے اپنے مخالفین کو بھسم کر ڈالنے کی سعی کرتے ہیں، جس کا مشاہدہ ہم روز کیا کرتے ہیں،اس قانون قصاص کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ جب ایک قاتل وظالم اپنے انجام کو پہنچتا ہے تو تمام لوگ اس کے عبرت ناک انجام کی بدولت اس جرم بد سے دور رہتے ہیں، بڑے سے بڑا مجرم بھی آسانی سے اس جرم کے ارتکاب کی جسارت نہیں کرپاتا،یہی وجہ ہے کہ ماضی قریب یا بعید میں جن پاکیزہ معاشروں میں اسلام کا یہ خوب صورت قانون اپنی اصلی شکل میں رائج رہا وہاں کرائم وجرائم کی شرح نہ ہونے کے برابر رہی۔

۴:... دیوانی قانون (وصیت):

قرآن کریم نے تدبیر منزل (گھریلو نظام کی اصلاح وتدبیر) کے لئے دیوانی قوانین بھی مختلف مقامات پر تفصیل سے بیان فرمائے، چناں چہ نکاح، طلاق، خلع، ایلاء، عدت، رضاعت، حقوق ازواج، نان، نفقہ، خرید و فروخت کے قوانین، سود، جوا، رہن، امانت، وصیت،وراثت،شہادت اور قسم وغیرہ کے ضابطہ دیوانی کی دفعات تفصیل سے بیان کی ہیں۔اکثر مفسرین کی تحقیق کے مطابق وراثت کے احکام مقرر ہونے سے قبل یہ حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں کو مرحمت فرمایا گیا کہ وفات کے وقت اگر مال موجود ہو تو قریب المرگ شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے لئے اپنے مال کے مناسب حصہ کی وصیت کرے کہ اتنا میرے والد، اتنا میری والدہ اور اتنا حصہ میری اولاد اور اتنا فلاں فلاں رشتہ دار کو دے دیا

جائے، یہ وصیت کرنا شروع اسلام میں واجب تھا اور اس وصیت کی تعمیل ورثاء پر لازم تھی، وصیت سننے والوں اور گواہوں پر لازم تھا کہ وہ وصیت کو من وعن نافذ کریں، اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کریں، تبدیلی سخت گناہ اور باعث مواخذہ تھی اور آج بھی وصیت کے سلسلہ میں یہی حکم ہے کہ شریعت کے مطابق کی گئی وصیت کو قطعاً نہ بدلا جائے اور حتی الامکان اسے پورا کیا جائے، البتہ وصیت کرنے والا اگر وصیت میں دانستہ یا بھول کر غلطی کر رہا ہو تو وصیت کرنے والے کی وصیت کرتے وقت شرعی اصولوں کے مطابق اصلاح کی جاسکتی ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر وصیت کرنے والے کو سمجھایا جائے تو اسے بھی اپنی اصلاح کرلینی چاہیئے۔

۵:...اہتمام تعلیم:

باری تعالیٰ نے گھرانہ کے نظام کی تدبیر واصلاح کے لئے درج بالا جو پانچ راہ نما اصول بیان کئے ہیں ان میں سے ایک تعلیم کا اہتمام وانتظام کرنا بھی ہے، تاکہ گھرانہ نور علم سے منور ہوکر ہمہ قسم کی ضلالتوں و جہالتوں سے اپنے آپ کو بچاکر کے دنیوی و اخروی نقصانات سے محفوظ رہ سکے، تعلیم کے لئے چند اساسی ارکان ہیں:

نصاب تعلیم، وقت تعلیم، طریقہ تعلیم:

نصاب تعلیم تو قرآن کریم ہے، سرچشمہ علم و عمل ہے، جملہ علوم وفنون قرآن کریم سے ہی پھوٹتے ہیں، قرآن کریم سے ہی نظام حیات طے کیا جاسکتا ہے، انسان کی ابتدا سے لے کر انتہا تک، گزشتہ امتوں کی تاریخ سے لے کر آنے والے جہاں کی خبروں تک، انفرادی زندگی سے لے کر قوموں کی حیات تک، فرد کی اصلاح سے لے کر قوموں کی راہ نمائی تک، جہاں داری، جہاں بانی، عقائد، عبادات، اخلاق و آداب، معاملات، اصولِ تقویٰ، عدل و انصاف، مساوات، اخوت، اقوام عالم سے برتاؤ، دنیا کے حالات، آخرت کے معاملات، جرم اور ان کی سزائیں سبھی کچھ قرآن کریم میں موجود ہیں، انسانی ضرورت کا کوئی نصاب تعلیم قرآن کریم کو شامل کئے بغیر مکمل نہیں کہلاسکتا۔

وقت تعلیم:

تو پوری زندگی اور زندگی کے تمام ماہ وسال ہیں، لیکن رمضان المبارک کو قرآن کریم سے خاص تعلق ونسبت حاصل ہے، چناں چہ اکثر کتب وصحائف کا نزول بھی رمضان المبارک میں ہوا اور خود قرآن کریم بھی رمضان المبارک میں اترا، اس لئے ماہ صیام کو خصوصیت سے تعلیم قرآن کے لئے موزوں کہاں جاسکتا ہے، حالت صیام وقیام میں تقرب الی اللہ اور فہم قرآن کی استعداد میں اضافہ ہو جاتا ہے، اس لئے یہ مبارک مہینہ تلاوت، سماعت، فہم وتدبر اور تلاوتِ قرآن کے لئے نہایت موزوں ہے۔

طریق تعلیم:

اسلوب نبوی سے متعین ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرز وانداز سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تعلیم قرآن کریم کے زیور سے آراستہ فرمایا وہ امت کے لئے کام یابی وکام رانی کا باعث ہے، آپ نے تلاوت آیات کے ساتھ تعلیم کتاب، تعلیم حکمت اور تزکیہ کا اہتمام بھی فرمایا، گویا کہ آپ کے طریقہ تعلیم میں چار چیزیں شامل تھیں۔

الفاظ قرآن کریم کی تلاوت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سامنے قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت فرماتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ان الفاظ کو دہراتے اور یاد فرماتے اور شب وروز اس کی تلاوت میں مصروف رہتے۔

معانی قرآن کریم سے آگاہی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کے معانی ومطالب بھی سکھائے، اس لئے قرآن کے مفہوم کو اپنی رائے اور پسند سے متعین کرنے کی اجازت نہیں دی، بلکہ اس عمل کو ’’تفسیر بالرائے‘‘ قرار دے کر اس کی مذمت کی گئی، حقیقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے قرآنی الفاظ بھی خود مرحمت فرمائے اور مطالب قرآنی بھی القاء کئے، یہی مطالب ومفاہیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھلائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے تلامذہ کو، یوں الفاظ قرآنی کے ساتھ ساتھ معانی قرآن بھی پوری امت او ر قیامت تک کے مسلمانوں تک پہنچتے چلے جائیں گے۔

تعلیم حکمت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم معانی قرآن کے ساتھ ساتھ ’’تفسیر قرآن‘‘ حدیث کی شکل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرماتے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایسے یاد کرتے جیسا کہ وہ قرآن کریم کو یاد کیا کرتے تھے، یوں ذخیرہ احادیث بھی ذخیرۂ قرآن کی طرح امت کی راہ نمائی کا باعث بن کر محفوظ علم کی شکل اختیار کر گیا۔

(باقی صفحہ 17 پر)

تعویذ کی حقیقت اور اس کا شرعی حکم

مفتی شفیق الدین الصلاح

بعض مرتبہ یہ سوال اُٹھتا ہے کہ تعویذ کا کیا حکم ہے؟ اور دم وتعویذ میں کیا فرق ہے؟ سو یاد رکھئے کہ ان میں وہی فرق ہے جو کلامِ الٰہی اور کتاب اللہ میں ہے۔ کتاب اللہ کو لکھا جاتا ہے اور کلام اللہ کو پڑھا جاتا ہے، جس طرح ہم کلام اللہ کی عزت کرتے ہیں، ناپاک ہونے کی حالت میں اُسے اپنی زبان پر نہیں لاتے، قرآن کریم کتاب کی صورت میں ہے تو اُسے چھو بھی نہیں سکتے، اگر یہ لکھا ہوا قرآن واجب الاحترام نہ ہوتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ جب دشمن کے علاقے میں جاؤ تو لکھا ہوا قرآن (مصحف) وہاں نہ لے جاؤ، کہیں دشمن کے ہاتھ لگے اور وہ اس کی بے احترامی کریں۔

علاج بالقرآن دم سے ہوسکتا ہے تو لکھے ہوئے پاک اور طیب کلمات سے کیوں نہیں ہو سکتا؟ وہاں بھی اس میں تاثیر اذنِ الٰہی سے آتی ہے، اور تعویذ میں بھی حروف وکلمات موثر بالذات نہیں، اثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے، جب وہ چاہے۔ رہا پاک کلمات کو حروف میں لکھنا تو اس میں ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ ان کلمات اور آیات پر دلالتِ لفظی ہوتو یہ وہ صورت ہے جو ہمیں عیاناً (کھلی ہوئی) نظر آتی ہے اور دلالتِ وضعی ہوتو یہ ان کلمات کے حروفِ ابجد ہیں اور ان میں بھی اثر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آتا ہے، یہ حروف بالذات کوئی اثر نہیں رکھتے۔

تعویذ میں روحانی اثرات:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنی نیند میں گھبرا جائے اسے چاہئے کہ وہ یہ کلمات پڑھے: ’’اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ۔‘‘ تو وہ خواب اسے ہرگز نقصان نہ دے گا، آپؓ کے پوتے کہتے ہیں: حضرت عبداللہؓ کی اولاد میں جو بالغ ہوجاتا تو آپ اُسے یہ کلمات سکھا دیتے، اور جو نابالغ ہوتا تو آپ اس کے گلے میں یہ دعا لٹکا دیتے تھے۔

(سنن ابوداؤد وترمذی، بحوالہ مشکوٰۃ ص:۲۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ کلام پاک کا پڑھنا اور کلماتِ مبارکہ تعویذ لکھ کر بنانا اور اُسے بدن سے باندھنا دونوں عمل جائز ہیں۔ اگر یہ عمل ناجائز ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابیؓ کبھی بھی اپنے بچوں کے گلے میں تعویذ نہ ڈالتے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے اس عمل سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ آپ تعویذات کے اثر کے قائل تھے، جب ہی تو آپ نے تعویذ لکھا اور اسے اپنے بچوں کے گلے میں ڈالا۔ یہ کلمات کوئی روحانی تاثیر نہ دیتے تو آپ ہی بتائیں کیا صحابی رسول ایسا عمل کرتے؟

اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ تعویذات جو اسمائے الٰہیہ اور کلماتِ مبارکہ پر مشتمل ہوں، اپنے اندر ایک روحانی اثر رکھتے ہیں اور اس سے مریضوں کا علاج کرنا علاج بالقرآن ہی ہے۔ ہاں! وہ تعویذات جو شرکیہ الفاظ پر مشتمل ہوں، ان کی قطعاً اجازت نہیں، جن روایات میں تمائم اور رُقی کو شرک کہا گیا ہے، اس سے مراد اسی قسم کے دم اور تعویذ ہیں، جن میں شرکیہ الفاظ واعمال کا دخل پایا جائے۔ ’’التمائم‘‘ میں ’’الف لام‘‘ اسی کے لئے ہے، اور جو دم اور تعویذ اس سے خالی ہوں، ان کا استعمال جائز ہے اور اس کے روحانی اثرات ثابت ہیں۔ حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہم دورِ جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے، ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بابت پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ’’اعرضوا عَلَيَّ رقاكم، لا بأس بالرقى ما لم يكن فيه شرك۔‘‘

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص:۳۸۸)

اس سے پتا چلتا ہے کہ دم اور تعویذ میں اصل وجہِ منع کفر وشرک ہے، جب یہ نہ ہوتو وہ دم اور تعویذ جائز ہے، چنانچہ ابن تیمیہؒ اپنی کتاب ’’مجموعۃ الفتاویٰ‘‘ میں تعویذ کے جواز پر لکھتے ہیں: کسی مریض کے لئے کتاب اللہ میں سے کچھ

لکھ کر دینا یا اسے دھو کر پانی میں گھول کر پلانا، یہ دونوں جائز ہیں۔

(مجموعۃ الفتاویٰ، ج:۱۹،ص:۳۶،ط:مکتبۃ العبیکان)

مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ ''کفایت المفتی'' میں رقم طراز ہیں: ''قرآن شریف کی آیت تعویذ میں لکھنا جائز ہے۔'' (کفایت المفتی، الحظر والاباحۃ، الفصل الثانی فیما یتعلق بالعوذ، ج:۱۲،ص:۴۸۲، ط:فاروقیہ)

مفتی محمد تقی عثمانی اپنی کتاب ''تکملۃ فتح الملہم'' میں لکھتے ہیں: وہ تعویذات جن میں اللہ کے کلام اور مسنون دعاؤں کا ذکر ہو تو وہ قطعاً حرام نہیں، ان کا حرمت سے کوئی تعلق نہیں، ایسے تعویذات تو عام جمہور علماء کرام کے نزدیک جائز ہیں، بلکہ بعض علماء کرام نے اسے مستحسن قرار دیا ہے، علامہ شوکانیؒ نے ان سے یہ ''نیل الاوطار'' میں نقل بھی کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ ''فتح الباری'' میں لکھتے ہیں: ''علماء کرام نے دم اور تعویذ کے جواز پر اجماع کیا ہے، جب ان میں درج ذیل شرائط پائی جائیں: ۱:- وہ اللہ کے کلام، اسماء یا اس کی صفات پر مشتمل ہوں۔ ۲:- وہ عربی زبان یا پھر ایسی زبان میں ہوں جس کا معنی سمجھ میں آتا ہو۔ ۳:- یہ یقین رکھنا کہ اس میں بذاتِ خود کوئی اثر نہیں، بلکہ موثر حقیقی اللہ جل شانہ کی ذات ہے۔

(فتح الباری، ج:۱۰،ص:۱۹۵،ط:دارالفکر بیروت)

''فتاویٰ ہندیہ'' میں ہے کہ: ''قرآنی آیات کے ذریعے دم میں علماء کرام نے اختلاف کیا ہے، مثلاً: کسی کاغذ پر قرآن کی آیت لکھ کر مریض کے جسم پر باندھ لیا جائے یا کسی برتن میں آیات لکھ کر دھویا جائے اور مریض کو پلایا جائے تو عطاءؒ، مجاہدؒ اور ابوقلابہؒ اسے جائز سمجھتے ہیں اور امام نخعیؒ اور بصریؒ اسے مکروہ سمجھتے ہیں، لیکن مشہور کتابوں میں اس کے جواز پر کوئی نکیر وارد نہیں ہوئی ہے۔ آگے لکھتے ہیں کہ تعویذ کے لٹکانے میں کوئی حرج نہیں۔'' (الفتاویٰ الہندیہ، الباب الثامن عشر فی التداوی، ج:۵،ص:۳۵۶،ط:دارالفکر)

ابن القیم الجوزیؒ اپنی کتاب ''زادالمعاد'' میں لکھتے ہیں: ''راوی کہتا ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی سے تعویذ باندھنے کے بارے میں دریافت کیا کہ اس کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اگر وہ اللہ اور نبی کے کلام پر مشتمل ہو تو اسے باندھ لیا کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔'' (زادالمعاد فی ہدی خیر العباد، کتاب عسر الولاد، ج:۴،ص:۳۲۷، ط: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ کذا فی الطب النبوی لابن القیم الجوزیؒ، حرف الکاف، ج:۱، ص: ۳۷۰، ط: دار الہلال، بیروت)

تفسیر ''روح البیان'' میں ہے: ''تعویذ اگر مجرب دعا، مجرب آیت یا اللہ تعالیٰ کے اسماء پر مشتمل ہو، اور کسی مصیبت یا بیماری کے دفعیہ کے غرض سے لٹکایا ہو تو یہ جائز ہے، لیکن جماع اور بیت الخلاء جانے کے وقت نکالے گا۔''

(روح البیان، سورۂ یوسف، آیۃ: ۶۸، ج:۴، ص:۲۹۵،ط:دارالفکر، بیروت)

''تفسیر قرطبی'' میں ہے کہ: سعید ابن المسیبؒ، ضحاک اور ابن سیرین جیسے اکابر علماء کرام اس کے جواز کے قائل تھے۔ (تفسیر قرطبی، سورۃ الاسراء:۸۲، ج:۱۰،ص:۳۲۰،ط:دارالمعرفۃ)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ لکھتے ہیں: قرآنی آیات کا تعویذ جائز ہے، جبکہ غلط مقاصد کے لئے نہ کیا گیا ہو، حدیث میں جن ٹونوں، ٹوٹکوں کو شرک فرمایا گیا ہے، ان سے زمانہ جاہلیت میں رائج شدہ ٹونے اور ٹوٹکے مراد ہیں، جن میں مشرکانہ الفاظ پائے جاتے تھے اور جنات وغیرہ سے استعانت حاصل کی جاتی تھی، قرآنی آیات پڑھ کر دم کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے اور بزرگانِ دین کے معمولات میں شامل ہے۔''

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، تعویذ گنڈے اور جادو، ج:۲،ص:۴۹۹،ط:مکتبہ لدھیانوی)

علامہ شوکانیؒ ابن ارسلانؒ سے نقل کرتے ہیں: ''ابن ارسلان کہتے ہیں کہ ظاہر یہی ہے کہ یہ جائز ہیں، شریعت میں اس کے منع کی کوئی دلیل میں نہیں جانتا۔'' (فتاویٰ اہل حدیث، ج:۱،ص:۳۹۱)

شفاء بنت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس بیٹھی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ نے مجھے کہا: ''اے شفاء! کیا تو انہیں (یعنی حضرت حفصہؓ کو) نملہ کا دم نہیں سکھا دیتی، جیسا کہ تو نے انہیں لکھنا سکھا دیا ہے؟۔''

(مسند احمد ج:۱۷،ص:۱۷۹، مبوب)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ دم اور تعویذ جس میں کفر و شرک اور غیر معروف الفاظ نہ ہوں اور الفاظ میں ذاتی تاثیر نہ سمجھی جائے، اس کے منع پر کوئی دلیل وارد نہیں۔ شیخ احمد عبدالرحمن البناۃ لکھتے ہیں کہ یہ ہرگز ممنوع نہیں، بلکہ سنت ہے۔

غرض یہ کہ مذکورہ بالا دلائل و حوالہ جات سے یہ بات واضح اور عیاں ہوگئی کہ علاج بالقرآن کی ایک قسم تعویذ بھی ہے، اور اس کے روحانی اثرات کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بہت سے مریض تعویذوں میں لکھی گئی آیاتِ قرآنیہ اور کلماتِ

دعائیہ کی برکت سے کئی لا علاج امراض سے بھی نجات پا گئے ہیں۔ ہاں! ان میں تاثیر ان کلمات کی ذات سے نہیں، بلکہ اللہ رب العزت کے حکم ہی سے آتی ہے۔

اگر ان تعویذات اور دموں میں کوئی روحانی تاثیر نہ ہوتی، اور اس کا باطنی فائدہ نہ ہوتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے قرآن کی آخری تین سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک نہ مارتے اور انھیں اپنے بدن پر نہ ملتے، آپ یہ عمل تین مرتبہ فرماتے، حتیٰ کہ مرض الوفات میں جب آپ خود کمزوری کی وجہ سے ایسا نہ کرسکے، تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے انہی سورتوں کو پڑھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر پھونکا اور پھر آپ کے ہاتھوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن پر مل لیا۔ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی آپ کو دم کیا تھا۔ (صحیح مسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سورتوں کو پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرنا اور پھر اپنے ہاتھوں سے پورے بدن کو ملنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ ان آیات میں ضرور روحانی اثر ہے اور یہ شیطانی اثرات سے بچانے کا ایک خاص عمل ہے، جو بظاہر نگاہوں سے مخفی ہوتا ہے، لیکن باطنی آنکھ والے ان کی تاثیرات کھلے طور پر دیکھتے ہیں، اور پڑھنے کے ساتھ ہاتھ پھیرنا یہ بھی ہرگز منع نہیں۔

یاد رہے کہ دم اور تعویذ میں وہی فرق ہے جو کلام میں اور کتاب میں ہے، دونوں کا اپنا اپنا مقام ہے اور دونوں کا اپنا اپنا احترام ہے۔ لیکن تعویذ کے سلسلے میں بعض فحش غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں، جس کی بیخ کنی نہایت اہم ہے اور اس سے قطعی پرہیز اور کنارہ کشی اختیار کرنا بہت ہی ضروری ہے:

۱:- بعض جاہلوں نے لکھا ہے کہ: مسلمان کی خیر خواہی کے لئے بوقتِ ضرورت شرکیہ الفاظ سے دم کرنا جائز ہے، سو یہ بالکل غلط ہے اور اس کا شریعت میں بالکل ثبوت نہیں۔

۲:- اکثر عوام عملیات (اور تعویذات وغیرہ) کو ایک ظاہری تدبیر سمجھ کر نہیں کرتے، بلکہ اسے سماوی اور ملکوتی چیز سمجھ کر کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ تعویذ گنڈوں کے متعلق عوام کے عقائد نہایت برے ہیں، حالانکہ عملیات، تعویذ اور گنڈے وغیرہ بھی طبی دواؤں کی طرح ایک ظاہری سبب اور تدبیر ہیں، (کوئی آسمانی اور ملکوتی چیز نہیں) بس جس طرح دوا سے کبھی فائدہ ہوتا ہے اور کبھی نہیں، اسی طرح تعویذ میں بھی کبھی فائدہ ہوتا اور کبھی نہیں، پھر بھی دونوں برابر نہیں، بلکہ دونوں میں یہ فرق ہے کہ عملیات میں فتنہ ہے اور دواء میں فتنہ نہیں، اور وہ فتنہ یہ ہے کہ عامل کی طرف بزرگی کا خیال واعتقاد پیدا ہوتا ہے، طبیب کی طرف بزرگی کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔

۳:- ایک اور بہت بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر تعویذ گنڈے وغیرہ سے کام نہ ہوا، تو پھر آیاتِ الٰہیہ سے بدعقیدگی اور بدگمانی پیدا جاتی ہے۔

۴:- عملیات قریب قریب سب اجتہادی ہیں، روایات سے ثابت نہیں، جیسا کہ عوام کا خیال ہے کہ ان عملیات کو اوپر ہی سے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت سمجھتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے، بلکہ عاملین مضمون کی مناسبت سے ہر کام کے لئے مناسب آیات وغیرہ تجویز کرتے ہیں۔

۵:- آج کل لوگ اپنے مقاصد میں اور امراض ومصائب کے دفعیہ میں تعویذ گنڈوں کی تو بڑی قدر کرتے ہیں، اس کے لئے کوششیں بھی کرتے ہیں، اور جو اصل تدبیر ہے یعنی اللہ سے دعا، تو اس میں غفلت برتتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ کوئی نقش وتعویذ دعا کے برابر مؤثر نہیں، بشرطیکہ تمام آداب وشرائط کی رعایت رکھی جائے۔ خلاصہ یہ کہ تعویذ بذاتہ جائز ہے، بشرطیکہ مذکورہ بالا شرائط کی رعایت رکھی جائے، اور درج بالا ناجائز اعتقادات سے خود کو پاک اور منزہ کیا جائے۔ ☆☆

بقیہ:......فرد کی اصلاح کے لئے قرآنی اصول

اخلاقی تربیت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف الفاظ قرآن ومعانی وتفسیر قرآن کریم پر اکتفا نہیں فرماتے تھے، بلکہ احکام الٰہی کو دلوں میں اتارتے اور عملی طور پر تربیت بھی فرماتے تھے، چناں چہ یہ خصوصیت صرف اسلام کی ہی ہے کہ وہ علم کو برائے معلومات نہیں، بلکہ برائے عمل پڑھاتا ہے، چناں چہ جوں جوں علم بڑھتا چلا گیا ویسے ویسے ہی تربیت وعمل میں بھی اضافہ ہوتا چلا گیا، اسی کا نتیجہ تھا کہ دنیا کی سب سے غیر طاقت ور قوم پورے عالم کی قیادت کا جھنڈا لے کر اٹھی اور دنیا کو جہاں بانی کے نئے انداز واطوار دکھا کر تحسین وداد وصول کی۔ مذکورہ بالا علوم کے علاوہ قرآن کریم نے دنیوی زندگی میں معاون فنون کی جانب بھی اشارے کئے ہیں، ان کا حصول بھی نہایت اہم ہے۔ اللہ ہمارا حامی وناصر ہو۔ آمین!

عیسائی پادریوں سے چند سوالات

قسط:۸

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

چنانچہ ’’انقلاب‘‘ لاہور جلد۳، نمبر۲۳ پر نقل کرتا ہوا لکھتا ہے:

’’مردمیت کی ڈینگ مارنے والوں کا حال ملاحظہ ہو! جن کی حسین عورتیں قابل اور مردمیت رکھنے والے شوہروں کی تلاش میں دربدر بھٹکتی پھرتی ہیں، مگر وہ شوہر نہیں ملتے، جن میں رجولیت رہ گئی ہو، اسی لئے تاہنوز ماری ماری پھرتی ہیں۔ جرمنی میں فی ہزار ۳۵ عورتیں قابل شوہروں کی متلاشی ہیں، ہسپانیہ میں فی ہزار ۴۴، بلقان میں فی ہزار ۵۰، سوئٹزرلینڈ میں فی ہزار ۶۵، انگلستان میں فی ہزار ۵۹، فرانس میں فی ہزار ۶۰، جنوبی امریکا میں فی ہزار ۱۵۹۔

یہ نہیں کہا گیا کہ ان ہزار عورتوں کو شوہر دستیاب نہیں ہوتے، بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ ایسے شوہر نہیں ملتے جن میں مردمیت ہو، جس کا حاصل یہ ہے کہ یورپ میں لاکھوں ایسے انسان موجود ہیں جو ضعف باہ یا امراض باہ میں گرفتار ہوکر اپنی باہ قوت کھو چکے ہیں اور نسل جاری رکھنے کے قابل نہیں رہے اور نہ ان کی صحت ہی اس درجہ کی رہی کہ کسی تدبیر کے ذریعہ اپنی مردمی کا اعادہ کرسکیں۔ ظاہر ہے کہ یہ نتیجہ بلاشبہ آزادانہ تعیش اور بے حجابانہ عیش کوشی ہی کا ہے، جس نے مردوں کو نامرد اور عورتوں کو مایوس کر رکھا ہے۔

ظاہر ہے کہ ایسی محروم شوہر عورتیں کیا نہ کرتی ہوں گی اور کیا کچھ امراض خبیثہ کا شکار نہ ہوئی ہوں گی؟ جماع بے تحاشا کا سب سے گہرا اثر دماغ اور قوائے دماغ پر پڑتا ہے، آنکھیں اور بینائیاں اس سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ آج اس تمدن آزاد آبادیوں کا بلحاظ بصارت کیا حال ہے، جو عورت و مرد کو اختلاط اور بے پردگی کی آزادی دے چکے ہیں اور زن و مرد کے ہر ایک ناجائز اختلاط کو تمدن کا سنہری تمغہ سمجھ رہے ہیں۔‘‘

اخبار پانیر ۲۶؍جنوری ۱۹۳۰ء لکھتا ہے:

’’تازہ اور اعداد و شمار مظہر ہیں کہ آج سے بیس سال قبل برطانیہ عظمیٰ میں پچاس لاکھ انسان عینک لگاتے تھے، اس سال ان کی تعداد اسی اور نوے لاکھ تک پہنچ گئی ہے۔ گویا آبادی کے ہر پانچ آدمیوں میں ایک عینک کا محتاج ہے۔ ضعیف البصروں کی روز بروز ترقی ہورہی ہے۔‘‘

(اخبار سچ، ۷؍فروری ۱۹۳۰ء بحوالہ تعلیمات اسلام)

بعد کی دوسری رپورٹ یہ ہے:

’’بالغ آدمیوں میں ہر دس آدمیوں میں چار ضرور عینک لگاتے ہیں اور دو اور کو بھی لگانے کی ضرورت رہتی ہے اور پینتالیس برس کے بعد تو تقریباً ہر شخص عینک لگاتا ہے اور اس پر ماہرین کا اتفاق ہے کہ برطانوی آبادی کی بصارت روز بہ روز ضعیف ہوتی جارہی ہے، لیکن دنیائے متمدن برطانیہ ہی میں اس باب میں سب سے مقدم نہیں ہے۔ جرمنی کا نمبر سب سے بڑھا ہوا ہے اور امریکا میں ان ضعیف البصروں کی تعداد برطانیہ سے بھی زیادہ ہی ہے۔‘‘ (اخبار سچ، ۱۴؍فروری ۱۹۳۰ء)

پھر اس دماغی صحت کے فقدان کے سلسلہ میں ضعف بصارت اور امراض چشم ہی کے اعداد و شمار قابل ذکر نہیں، بلکہ عام دماغی فتور اور دیوانگی میں اس سے بھی زائد یورپ کو ترقی کرنے کا موقع ملا ہے۔

نیوز آف ورلڈ لندن، ۷؍اکتوبر ۱۹۲۸ء رقم طراز ہے کہ:

’’فتور عقل و دماغ میں دیوانے مریضوں کی ترقی پچھلے سال میں پچیس ہزار چار سو ستر سے تجاوز کرکے اکسٹھ ہزار پانچ بائیس تک پہنچ گئی ہے اور سال رواں کے شروع میں ایک لاکھ تراسی ہزار دو سو ترانوے تک ہوچکی ہے۔ یہ مقدار سال گزشتہ کے مقابلہ میں ۴۰۳.۲ زائد ہے۔‘‘

(اخبار سچ، ۹؍نومبر ۱۹۲۸ء بحوالہ تعلیمات اسلام)

پھر امراض باہ اور امرض دماغ ہی پر بس نہیں بلکہ اس قومی ضعف و اہزال کے سبب ولادتوں میں جو انحطاط و تنزل پیدا ہوتا جارہا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دنیا کی ان متمدن آبادیوں (مغربی ممالک) نے اپنی آزادی اور عیاشی کی بہ دولت جسمانی تنزل اور ناکامی حیات میں جو ترقی کی ہے، وہ بھی کچھ کم حیرت انگیز نہیں

اور جس طرح کوئی ایشیائی خطہ اس کا مقابلہ بے حیائی میں نہیں کرسکتا، اسی طرح بے حیائی کے ان نتائج میں بھی نہیں کرے گا۔

’’پانیر‘‘ ۲۶؍جنوری ۱۹۳۰ء میں لکھتا ہے کہ: ’’فرانس کی سرکاری کونسل (چیمبر آف ڈیپوٹیز) کے ایک ممبر نے ۲۹؍نومبر کو اپنی مدلل اور مفصل تقریر میں بیان کیا ہے کہ فرانس کی آبادی جس تیزی رفتاری کے ساتھ گھٹ رہی ہے، اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کچھ روز کے بعد ملک میں نہ فوج کے لئے کوئی سپاہی ملے گا، نہ جہاز رانی کے لئے کوئی ملاح اور نہ جوتنے کے لئے کوئی کاشتکار۔‘‘

اس تقریر کا حوالہ دے کر ایک اطالوی مضمون نگار لکھتا ہے کہ: خود اطالیہ کا کیا حال ہے؟ ۱۹۲۹ء میں جتنی ولادتیں ہوئیں وہ ۱۹۲۸ء کے مقابلہ میں بہ قدر ۲۹ ہزار کم ہیں، اگر اسی شرح سے آبادی گھٹتی رہی تو جو حال اس وقت فرانس کا ہے، وہی بلکہ اس سے بدتر اٹلی کا ہوکر رہے گا۔

آگے چل کر پھر یہی باخبر مضمون نگار لکھتا ہے کہ: ’’اکیلے اٹلی پر موقوف نہیں، فرانس اور جرمنی بلکہ یورپ کے سارے ہی مغربی علاقوں کا یہ حال ہے کہ دیہات اجڑتے جاتے ہیں اور دیہات کی ساری آبادی کھنچ کھنچ کر بڑے بڑے شہروں میں چلی آرہی ہے اور یہی شہری آبادی اس نسلی اور قومی خودکشی میں پیش پیش ہے۔‘‘

(اخبار سچ، ۱۴؍فروری ۱۹۲۸ء، بحوالہ تعلیمات اسلام)

پھر اس عیاشی اور اس کے نتیجہ میں پیدا شدہ امراض نے جہاں پیدائشوں کی تعداد گھٹادی ہے، جہاں اموات کی تعداد بھی بڑھادی ہے۔ چنانچہ ڈیلی ایکسپریس لندن ۲۸؍اگست ۱۹۲۸ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ: ۱۹۲۷ء میں برطانیہ کی شرح پیدائش فی ہزار ۱۶.۶ یعنی ہر سال سے کم رہی اور شرح اموات فی ہزار ۱۲.۳ یعنی ہر سال سے زیادہ رہی۔ یورپ کی بے حجابی اور آزادی نے آخر ان بے حجاب مرد وعورت کو کہاں پہنچایا ہے؟ کیا اسی قوت وتوانائی کی طرف جس کے راگ پردہ شکنوں کی طرف سے الاپے جاتے ہیں، استغفر اللہ! یہ بے حجابی اور گھروں سے آزاد باشی عورت کی صحت کو تو کیا درست کرتی، مردوں کی صحت کو بھی لے بیٹھی۔ نامردی کا الگ زور ہے۔ فتورِ عقل ودماغ کی الگ لام بندی ہے۔ ضعف بصارت جدا ہیجان میں ہے، موت کا بازار جدا گرم ہے، مگر آنکھوں پر پٹی باندھ کر اس نفسانی تعیش پر اوندھے پڑنے والے ابھی تک اسی کا ڈھول پیٹ رہے ہیں کہ عورت کو پردہ نے بیماریوں کا شکار کر رکھا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

ادھر برطانوی ہند میں جب اس تمدن نے اپنا منحوس سایہ ڈالا اور خیالات میں آزادی کا تخم بویا گیا تو اس عیاشانہ تمدن کی برکات سے ہندوستان بھی بے بہرہ نہ رہا۔ یہاں سے بھی وہ اگلی صحت وتندرستی بہ تدریج رخصت ہونے لگی اور زندگی سے دور ہوکر اموات کی تعداد ترقی کرنے لگی۔

۱۹۲۴ء کے اعداد وشمار بتلاتے ہیں کہ: ہندوستان میں مرض ہیضہ سے مرنے والے ۲۹۳۷۹، چیچک سے مرنے والے ۵۵۳۸۰، طاعون سے مرنے والے ۳۶۱۸۴۳، بخار سے مرنے والے ۴۰۰۷۲۶۳ اور دوسری بیماریوں سے مرنے والے ۲۱۶۰۶۴۹ وغیرہ وغیرہ۔ (اخبار سچ، ۷؍فروری ۱۹۳۰ء، بحوالہ شرعی پردہ، ص:۷۰تا۷۴)

مستشرقین کی تعلیمات سے یورپ ننگا ہوگیا

یورپ کے مستشرقین نے اسلام پر اعتراضات کی بھرپور کوشش کی، اخلاقیات اور شرافت کو بالائے طاق رکھ کر دانشوری اور ڈاکٹری کی آڑ میں ایسے اعتراضات کئے، جس کی وجہ سے ان کی اپنی مسیحی اقوام کو گرے اخلاقیات میں گرنے کا بہانہ مل گیا اور وہ اتنی پستی تک گر گئے کہ انسانیت کا نام ان کے لئے استعمال کرنا انسانیت کی توہین بن گیا وہ اتنے گرے کہ ان کا بدن اپنے پردے اور لباس سے بیزار ہونے لگا اور وہ برہنہ ہوگئے۔

قاری محمد طیب قاسمیؒ نے اپنی کتاب شرعی پردہ، ص:۵۲ پر لکھا ہے کہ: ’’بے حجابی کے مبادی پورے ہوکر مقصد قریب تر ہوگیا اور آخر وہ شرمگاہیں بھی بے حجاب ہوگئیں جن کے ڈھانپے رکھنے کے لئے حجاب کا یہ طویل سلسلہ قائم کیا گیا تھا اور آج ان ہی یورپین بے حجابیوں میں بالکل برہنہ تن مرد اور عورتوں کی تعداد بھی لاکھوں سے کم نہیں ہے۔‘‘

روزنامہ ’’انقلاب‘‘ اخبار لاہور لکھتا ہے: ’’فرانس اور جرمنی میں مادرزاد برہنگی کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا ہے۔ جرمنی میں برہنگی کی ایک انجمن بنی ہوئی ہے، اس کا نام ’’انجمن ملیہ برہنگی‘‘ ہے۔ اس کے ارکان کی تعداد چار لاکھ تک پہنچ چکی ہے، جس میں عورتیں بہ کثرت شریک ہیں، لیکن ۱۹۲۹ء کے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ جرمنی میں اس کے ارکان چالیس لاکھ تک پہنچ چکے ہیں۔‘‘

(روزنامہ انقلاب لاہور، ۳۰؍دسمبر ۱۹۲۹ء)

مدینہ بجنور نے فرانس کے بارے میں اطلاع شائع کی ہے اور یہ لکھا ہے کہ: انہوں نے (اہل فرانس نے) اس خیال (فطرت پرستی) کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک ایوانِ فطرت قائم کیا،

جس میں ہزارہا اشخاص بہ طور ممبر شامل ہو چکے ہیں۔ یہ لوگ سبزی، پھل اور پانی پر زندگی بسر کرتے ہیں اور عام طریقہ لباس کو خیر باد کہہ کر انہوں نے نہاتے وقت پہننے کا نیم عریاں لباس اختیار کرلیا ہے، لیکن بعض انتہا پسند ممبر کہتے ہیں کہ اتنا لباس استعمال کرنا بھی محض ڈھکوسلا ہے اور انہوں نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ آئندہ سے بالکل ننگے رہا کریں گے۔ اس فطرت پرست جماعت میں مرد، عورت، بوڑھے اور بچے سب قسم کے لوگ شامل ہیں اور اس کی تعداد میں روز بہ روز اضافہ ہو رہا ہے، جرمنی میں اس عقیدے کے لوگوں کی تعداد سال گزشتہ ۳۰ لاکھ تھی، اور اس سال اس تعداد میں ۱۰ لاکھ کا اور اضافہ ہوا۔(مدینہ بجنور، ۹ر مئی ۱۹۲۹ء)

ظاہر ہے کہ بے حجابی کے اس انتہائی نقطہ پر پہنچنے کے بعد یورپ کے عیاشوں میں ان اعلانیہ حرام کاریوں کے بے تکلف ارتکاب ذرا بھی حیرت انگیز نہیں۔(شرعی پردہ، ص:۵۲)

میں یورپ کے فضلاء اور مستشرقین پادریوں اور پوپوں سے پوچھتا ہوں کہ تمہارے علم اور فضل وکمال اور دانشوری اور پروفیسری نے اپنی مسیحی عوام کو یہی تحفہ دیا؟ اور اسلام پر اعتراضات کر کے تم نے یہی معراج کمال حاصل کیا؟ کہ اپنے عوام کے مردوں اور عورتوں، چھوٹوں اور بڑوں کو ننگا کر کے رکھ دیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے مقدس نظام پر احمقانہ اور رکیک حملے کر کے تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی لعنت میں پھنس کر رہ گئے اور یہ نحوست اور لعنت اب تمہارے ساتھ رہے گی۔ مجھے بتادو، اے تہذیب کے دعویدارو! یہی تمہاری تہذیب ہے؟ یہ سو سال پرانے واقعات ہیں، نہ معلوم آج کل وہاں کیا ہوگا؟

اب قارئین وہ بشارات ملاحظہ فرمائیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنائی ہیں تا کہ سیرت نبوی کی شان واضح ہو جائے۔ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اس طرح ہے:’’ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد ‘‘(سورۂ صف) یعنی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا، ان کا نام احمد ہوگا یعنی فارقلیط آئے گا۔

انجیل برناباس میں محمد رسول ﷺ کے متعلق بشارات

یورپی مستشرقین بدبختوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور ذات مقدسہ پر گندے حملے کئے ہیں جن سے میرے دل میں زخم لگے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ انجیل برناباس کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جو بشارات ارشاد فرمائی ہیں وہ بیان کروں تا کہ عیسائی بدبخت پادریوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ جس عظیم رسول کو گالیاں دیتے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ان کے جوتے کا تسمہ کھولنے کی تمنا کرتے ہیں، بہر حال آنحضرت کی آمد کی بشارتیں دیگر اناجیل میں بھی ہیں لیکن انجیل برناباس میں بہت زیادہ ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی صراحت کے ساتھ ہیں چونکہ انجیل برناباس عیسائی پادریوں کی تحریف سے ایک حد تک محفوظ رہی ہے، اس لئے اس میں یہ بشارتیں موجود ہیں دیگر اناجیل میں تحریف کر کے پادریوں نے اکثر بشارتوں کو حذف کر دیا ہے، یہ بشارتیں عیسائیوں کو بہت بھاری لگتی ہیں کیونکہ وہ بدبخت تو نبی مکرم کو گالیاں دیتے ہیں جب اپنی انجیل میں بشارت دیکھتے ہیں تو جل جاتے ہیں:’’قل موتوا بغیظکم ‘‘آپ کہہ دیجئے کہ تم اپنے غصے میں جل بھن کر مر جاؤ۔

پہلی بشارت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوران گفتگو فرمایا:’’لیکن عنقریب میرے بعد تمام نبیوں اور پاک آدمیوں کی روشنی آئے گا، تب وہ تمام نبیوں کے اقوال کی تاریکی پر نور چمکائے گا، کیونکہ وہ اللہ کا رسول ہے۔‘‘(انجیل برناباس، آیت:۲۲،۲۳، ص:۱۳۰)

دوسری بشارت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:’’لیکن انسان بحالیکہ تحقیق تمام انبیاء بجز اس رسول اللہ کے آچکے ہیں جو کہ جلد تر میرے بعد آئے گا، کیونکہ اللہ اسی امر کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں اس کے راستے کو صاف کروں۔‘‘(انجیل برناباس، آیت:۶، ص:۱۶۴)

تیسری بشارت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:’’اور یوں جب اس نے (اللہ نے) عمل کا ارادہ کیا، سب چیز سے پہلے اپنے رسول کی روح پیدا کی وہ رسول جس کے سبب سے تمام چیزوں کے پیدا کرنے کا قصد کیا۔‘‘(انجیل برناباس، آیت:۹، ص:۱۶۸)

چوتھی بشارت:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:’’لیکن رسول اللہ جب آئے گا، اللہ اس کو وہ چیز عطا کرے گا جو کہ اس کے ہاتھوں کی انگشتری کی مانند ہے، پس وہ زمین کی ان تمام قوموں کے لئے خلاص اور رحمت لائے گا جو کہ اس کی تعلیم کو قبول کرے گا اور عنقریب وہ ظالموں پر ایک زور کے ساتھ آئے گا اور بتوں کی عبادت کو مٹادے گا کہ شیطان ذلیل و خوار ہوگا۔‘‘(انجیل برناباس، آیت:۱۶ تا ۱۸، ص:۱۷۸)

(جاری ہے)

دوروزہ تحفظ ختم نبوت کورس، لورالائی

رپورٹ: مولانا محمد عنایت اللہ، بلوچستان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیراہتمام لورالائی میں دو روزہ تحفظ ختم نبوت کورس کا انعقاد کیا گیا۔ ۲۸/ جون ۲۰۲۲ء بروز منگل صبح ۱۰ سے ۱۲ بجے تک جامعہ مخزن العلوم لورالائی میں کورس کی پہلی نشست منعقد ہوئی۔ کورس کی نگرانی حضرت مولانا عبدالمنان اور سرپرستی شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمٰن مدظلہ نے کی۔ کورس کا آغاز شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمٰن مدظلہ کے افتتاحی کلمات سے ہوا۔ اس کے بعد حضرت مولانا حبیب اللہ مدرس جامعہ مخزن العلوم نے پہلا سبق پڑھایا، اس کے بعد راقم الحروف محمد عنایت اللہ مبلغ بلوچستان نے سبق پڑھایا۔ بعدازاں استاذ العلماء، مناظر ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے ''عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام'' شرکائے کورس کے سامنے تفصیل کے ساتھ بیان کیا۔ دوسری نشست بعد نماز ظہر تا عصر جامعہ دارالعلوم اسلامیہ لورالائی میں منعقد ہوئی۔ کورس کی نگرانی حضرت مولانا شمس الحق اور سرپرستی شیخ الحدیث حضرت مولانا غوث الدین مدظلہ نے کی۔ پہلا سبق راقم نے پڑھایا، جبکہ آخری سبق حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے پڑھایا۔

۲۹/ جون بروز بدھ کورس کی پہلی نشست جامعہ مخزن العلوم میں منعقد ہوئی جس میں پہلا سبق مولانا حبیب اللہ نے پڑھایا۔ دوسرا سبق راقم کو پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جبکہ آخری سبق حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے پڑھایا، اس کے بعد مہمانوں کے لئے شکریہ کے الفاظ جامعہ مخزن العلوم کے نائب مہتمم حضرت مولانا عبدالمنان صاحب نے ادا کئے اور اختتامی دعا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے کروائی۔

دوسری نشست کا آغاز بعد نماز ظہر جامعہ دارالعلوم اسلامیہ لورالائی میں ہوا۔ جس میں پہلا سبق حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ نے اور آخری سبق راقم نے پڑھایا۔

الحمدللہ! ان کورسز کی سرپرستی حضرت مولانا خلیفہ محبّ اللہ مدظلہ (خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خان محمدؒ)، شیخ الحدیث حضرت مولانا سیف الرحمٰن مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لورالائی، شیخ الحدیث حضرت مولانا غوث الدین مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ دارالعلوم اسلامیہ، حضرت مولانا ممتاز مدظلہ امام و خطیب مرکزی جامع مسجد لورالائی فرما رہے تھے۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن مدظلہ حضرت مولانا عبدلمنان مدظلہ، حضرت مولانا شمس الحق مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب سمیت جماعتی احباب محترم جناب الحاج خواجہ محمد اشرف صاحب، حضرت مولانا محمد رمضان مدظلہ، حضرت مولانا سرفراز صاحب و دیگر حضرات نے کورسز کے انعقاد پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ فتنۂ قادیانیت کے دجل و فریب سمجھنے کے لئے اس طرح کے کورسز کا منعقد ہونا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ☆☆

قاری محمد یوسف احرار رحمۃ اللہ علیہ

موصوف جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل تھے۔ دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کے بعد ابن امیر شریعت مولانا سیّد ابوذر بخاریؒ کی صحبت میں آ گئے اور کچھ عرصہ سیّد ابوذر بخاریؒ کے ہاں کے ان کے معاون ودست و بازو رہے۔ لاہور میں آمد کے بعد انہوں نے چندرائے روڈ فیروز پور روڈ میں جامع مسجد ختم نبوت، مدرسہ سیّدنا ابی بن کعبؓ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ مجلس احرار اسلام کے راہنماؤں میں سے تھے۔ راقم کے دور ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک لاہور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام منعقد ہونے والے تمام پروگراموں میں شریک ہوتے رہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگیا۔ جب بھی قادیانی کوئی فتنہ اٹھاتے تو موصوف اس کے مقابلہ کے لئے میدان میں آتے، شوگر ایک عرصہ سے رفیق حیات بنی ہوئی تھی۔ اپنے آبائی علاقہ بستی پروچڑاں رحیم یار خان میں تشریف لے گئے تو شوگر ہائی ہوگئی۔ رحیم یار خان کے شیخ زید ہسپتال میں کئی روز زیرعلاج رہے۔ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور ۴/ جولائی ۲۰۲۲ء کو روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی، ان کی نماز جنازہ نبیرۂ امیر شریعت حافظ سیّد محمد معاویہ بخاری مدظلہ کی اقتدا میں ادا کی گئی اور انہیں جامعہ ابی بن کعبؓ جامع مسجد ختم نبوت چندرائے روڈ فیروز پور روڈ لاہور میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے اپنی تدفین کے لئے جگہ پہلے مختص کی ہوئی تھی، ان کی عمر تقریباً ۶۵ سال ہوگی۔

اللھم اغفرلہ، وارحمہ، واعف عنہ وعافہ۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حیات و خدمات کی ایک جھلک

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے اجداد میں سے قطب ربانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تیرھویں پشت سے ایک بزرگ حضرت سیّد عبدالغفار بخاریؒ المعروف قاضی خانقاہی بخارا سے ہجرت کرکے سری نگر کشمیر تشریف لے آئے۔ ان کی اولاد میں سے ایک بزرگ سیّد عبدالرسول حنفیؒ متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ آگے چل کر ان کی اولاد میں سیّد عطاء اللہ شاہ نے ربیع الاول ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۹۱ء بروز جمعہ صبح صادق کے وقت سیّد ضیاء الدین شاہ کے گھر آنکھ کھولی۔ ابھی آپ کی عمر چار سال تھی کہ والدہ محترمہ اس دنیا سے عالم عقبیٰ کو جا سدھاریں۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں اپنے والد گرامی سیّد ضیاء الدین سے حاصل کی۔ آپ نے صرف دو سال میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔

شاہ جی کی عمر ۱۸ برس تھی کہ والی ترکستانی سلطان عبدالحمید کے بچوں کے استاذ قاری محمد عمر عاصمؒ کسی وجہ سے ناراض ہوکر ہندوستان تشریف لے آئے۔ اور پٹنہ میں کافی عرصہ رہے۔ ایک روز شاہ جیؒ کی تلاوت سنی تو آپ کے والد محترم سے فرمایا کہ انہیں میرے پاس قرآن پاک پڑھنے کے لئے بھیج دیں، چنانچہ ان سے آپ نے تصحیح لی۔

قرآن پاک حفظ کرنے کے بعد مزید دینی تعلیم کے لئے آپ امرتسر اپنے عزیزوں کے پاس چلے گئے، جہاں انہیں مولانا غلام مصطفیؒ، مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ سے علوم نبوت کے حصول کی سعادت نصیب ہوئی۔

قادیانیت کے خلاف پہلی تقریر:

۱۹۲۰ء کے وسط میں قادیانیوں نے ’’بندے ماترم ہال امرتسر‘‘ میں گیارہ بجے دن جلسہ کا اعلان کیا۔ شاہ جیؒ بھی اس جلسہ میں شریک ہوئے۔ جب قادیانی جماعت کے دوسرے لاٹ پادری مرزا بشیرالدین محمود نے ایک حدیث غلط پڑھی شاہ جیؒ نے اسے ٹوکا لیکن وہ اپنی غلطی پر مصر رہا۔ بیس منٹ تک تکرار جاری رہی، تو قادیانیوں نے تنگ آکر پولیس کو مدد کے لئے پکارا۔ تو پولیس کی آمد پر آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تمام مسلمان باہر آجائیں، تو تمام مسلمان باہر آگئے اور آپ نے تقریر شروع کردی۔ مرزا محمود اپنے حواریوں، موالیوں کے ساتھ عقبی دروازہ سے بھاگ گیا۔ لیکن شاہ جیؒ نے بدستور اپنا بیان جاری رکھا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمانانِ امرتسر قادیانیوں کے دام تزویر سے بچ گئے۔

انگریزوں کے خلاف تقریریں:

اس واقعہ کے بعد آپ قادیانیوں کے پالنہار انگریزوں کے مقابلہ میں میدان میں آگئے۔ ۸/ مارچ ۱۹۲۱ء کو راولپنڈی میں خلافت کانفرنس کے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے گورنمنٹ کے خلاف جارحانہ تقریر فرمائی۔

۲۵/ مارچ ۱۹۲۱ء کو امرتسر خلافت کمیٹی کے جلسہ عام جو مسجد خیر دین میں ہوا، آپ نے انگریز گورنمنٹ کے خلاف دوسری تقریر کی۔

۲۷/ مارچ ۱۹۲۱ء کو ’’کرموں ڈیوڑھی امرتسر‘‘ دفعہ ۱۲۴ الف کے تحت آپ کو گرفتار کیا گیا۔ ایڈیشنل مجسٹریٹ نے مقدمہ کی کارروائی سننے کے بعد تین سال قید بامشقت کی سزا سنائی۔

اس پر آپ نے فرمایا:

دار کے حق دار کو قید سہ سالہ ملی
ہائے مشکل آساں ہوتے ہوتے رہ گئی

جب تک انگریز برصغیر پاک و ہند پر حکمران رہا گرفتاریوں اور رہائیوں کا سلسلہ جاری رہا۔

حرمتِ رسول پر کٹ مرنا:

انگریزوں نے چونکہ حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی اور مسلمان ہی پورے برصغیر میں انگریزوں کے خلاف برسرپیکار تھے، تو انگریزوں نے مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کے لئے جہاں مرزا قادیانی جیسے مردود کھڑے کئے، وہاں مختلف اقلیتوں کے لیڈروں کو شہ دے کر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہراتؓ کے خلاف کتابیں لکھوائیں۔ چنانچہ

راجپال نامی ہندو نے العیاذ باللہ ’’رنگیلا رسول‘‘ کے نام سے کتاب چھاپی۔مسلمانوں کے احتجاج پر اسے گرفتار کیا گیا اور تین ماہ کے بعد رہا کر دیا گیا، تو مسلمانانِ لاہور نے دہلی دروازہ کے باہر پارک میں احتجاجی جلسہ کا اعلان کیا۔ڈپٹی کمشنر نے پابندی لگادی تو دہلی دروازہ کے باہر احاطہ عبدالرحیم میں جلسہ کا اعلان ہوا، جس کی صدارت مفتی اعظم ہند مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ نے کی۔اسٹیج پر مولانا احمد سعید دہلویؒ بھی تشریف فرما تھے۔شاہ جیؒ نے تاریخ ساز، عشق رسالت میں ڈوبا ہوا خطاب فرمایا، چند جملے:

’’آج فخر رسل کی ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے جمع ہیں۔بنی نوع انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت پر حملے کئے جارہے ہیں۔آج مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور مولانا احمد سعید دہلویؒ کے دروازے پر ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ، ام المومنین عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہما) آئیں اور فرمایا کہ ہم تمہاری مائیں ہیں۔کفار ہمیں گالیاں دے رہے ہیں۔شاہ جیؒ نے ایسے دردمندانہ لہجہ میں فرمایا کہ مجمع دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔مولانا احمد سعید اور مفتی کفایت اللہ پر بھی کپکپی طاری ہوگئی۔اس تقریر میں شاہ جیؒ نے فرمایا کہ بھونکنے والی زبان یا سننے والے کان نہ رہیں۔‘‘

اس تقریر سے متاثر ہوکر غازی علم الدینؒ نے راجپال کو جہنم رسید کر دیا۔یوں پورے برصغیر میں، پورے ملک میں گستاخ رسول کے ساتھ غازی علم الدین والا سلوک کیا گیا، تو عاشقان رسول کے کلیجے میں ٹھنڈ اور گستاخ رسول کی بولتی بند ہوگئی۔

مجلس احرار اسلام کی تشکیل:

۱۹۲۹ء میں مجلس احرار اسلام کی تشکیل ہوئی۔جس میں کئی ایک عمائدین قوم نے شریک ہوکر مجلس احرار اسلام کے نام سے حریت پسند جماعت کی تشکیل کی۔مجلس احرار اسلام نے استخلاص وطن کے لئے عظیم الشان قربانیاں پیش کیں۔امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی روحانی توجہات سے مجلس احرار کے رہنماؤں نے جہاں آزادی وطن کے لئے عظیم الشان قربانیاں پیش کررہے تھے وہاں انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پیش بہا قربانیاں پیش کیں۔جیلیں، ہتھکڑیاں، بیڑیاں ان کے راستہ میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔مجلس احرار نے قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے حتیٰ کہ مرزا قادیانی کی جنم بھومی قادیان میں ڈیرے ڈال دیئے۔وہاں اپنا دفتر، مدرسہ، مسجد قائم کیں۔استاذ محترم فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، مولانا عنایت اللہ چشتیؒ آف کالا باغ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ نے سالہا سال قادیان میں رہ کر ان کی جھوٹی نبوت کا تعاقب کیا۔

استاذ محترم فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ نے تقریباً چودہ سال وہاں رہ کر ان کی خودساختہ نبوت و خلافت کا بھرپور تعاقب کیا۔تا آنکہ پاکستان نقشہ عالم پر نمودار ہوا۔قادیانی خلیفہ قادیان سے فرار ہوگیا اور اس کی عجیب داستان ہے۔اس کے بعد فاتح قادیان امیر شریعتؒ کی اجازت سے پاکستان تشریف لائے۔

مجلس احرار اسلام کی تشکیل کا سبب یہ ہوا کہ ہندو کے رویہ کی وجہ سے مسلمان بددل ہوئے اور ضرورت محسوس ہوئی کہ مسلمان اپنا علیحدہ پلیٹ فارم تشکیل دے کر آزادی کی تحریک چلائیں۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تجویز پر مسلمان لیڈروں کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں مولانا ظفر علی خانؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، شیخ حسام الدینؒ، خواجہ عبدالرحمٰن غازی، مولانا مظہر علی اظہر اور شاہ جیؒ شریک ہوئے اور مجلس احرار اسلام ہند کی بنیاد رکھی گئی، شاہ جیؒ کو اس کا پہلا صدر منتخب کیا گیا، جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ مجلس احرار اسلام نے استخلاص وطن کے لئے گراں قدر قربانیاں دیں۔

امیر شریعت کا لقب:

۱۹۳۰ء میں خدام الدین لاہور کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا، جس میں پورے ہندوستان سے سینکڑوں علماء کرام شریک ہوئے۔امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی صدارت میں شاہ جیؒ نے خطاب فرمایا، جس سے مجمع پر آہ و بکا کی کیفیت طاری ہوئی۔رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ شاہ جیؒ کے ہاتھ پر ان کے مرشد بیعت کریں۔

بابائے صحافت مولانا ظفر علی خانؒ کھڑے ہوئے اور انہوں نے دھواں دھار تقریر شروع کردی۔شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ موقع کے راوی ہیں: فرماتے ہیں کہ امام العصر حضرت علامہ انور شاہؒ کھڑے ہوئے۔فرماتے ہیں عجیب منظر تھا برصغیر کی چار بڑی شخصیات اسٹیج پر کھڑی ہیں۔حضرت انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا کہ میرے بھائی مولانا حبیب الرحمٰنؒ یہ فرمارہے تھے کہ شاہ جیؒ کے ہاتھ پر ان کے مرشد بیعت کریں۔شاہ صاحبؒ نے مظفر گڑھ کے جلسہ میں مجھ سے کچھ اوراد و وظائف

پوچھے، اس لحاظ سے یہ میرے مرید اور میں ان کا پیر ہوا۔ یہ کہہ کر حضرت علامہ نے اپنے ہاتھ شاہ جیؒ کی طرف بڑھادیئے۔

استاذ محترم مولانا عبدالرحیم اشعرؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شاہ جیؒ نے خود فرمایا، مولانا عبدالرحیم! میں تجھے بتلاؤں کہ میری کیفیت کیا تھی۔ پورا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا کہ برصغیر کا سب سے بڑا عالم میرے جیسے واعظ کے ہاتھ پر بیعت کر رہا ہے۔ میں ہوں کہ رو رو کر اور ہاتھ جوڑ جوڑ کر کہہ رہا ہوں کہ حضرتؒ میں اس قابل نہیں کہ میرے ہاتھ پر بیعت کی جائے، آپ ہمارے شیخ استاذ اور مرشد ہیں، آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ جب حضرت شاہ صاحبؒ کا اصرار بڑھا تو میں نے جلدی سے اپنے ہاتھ حضرت کے ہاتھوں میں دے دیئے کہ حضرت! آپ نے مجھے اپنی بیعت میں قبول فرمالیا۔ حضرت علامہ انور شاہؒ کے بعد، مولانا ظفر علی خانؒ نے بیعت کی اور تیسرے نمبر پر میں نے (حضرت بنوریؒ) بیعت کی۔ اس طرح امیر شریعت کا یہ لقب الہامی ثابت ہوا کہ شاہ جیؒ کے نام کا جزو بن گیا۔ اس طرح حضرت لاہوریؒ سمیت پانچ سو علماء کرام نے بیعت کی۔

اصلاحی تعلق:

شاہ جیؒ سب سے پہلے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ حضرت گولڑویؒ کی وفات کے بعد حضرت پیر شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ حضرت رائے پوریؒ سے اتنا تعلق قائم ہوا کہ کوئی قدم حضرت رائے پوریؒ کے مشورہ کے بغیر نہیں اٹھاتے تھے، یہ تقریباً ۱۹۳۵ء کا واقعہ ہے۔

مجلس احرار اسلام نے پورے ہندوستان میں قادیانیت کا بھرپور تعاقب شروع کیا، حتی کہ مرزا قادیانی کی جنم بھومی قادیان میں ۱۹۳۴ء میں عظیم الشان کانفرنس منعقد کی۔ جس میں آخری نشست سے شاہ جیؒ نے پانچ گھنٹے خطاب فرمایا۔ جس سے قادیانیت بلبلا اٹھی اور قادیانی جماعت کے دوسرے سربراہ آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود نے آنجہانی ظفر اللہ قادیانی کو وائسرائے ہند کے پاس بھیجا، ظفر اللہ وائسرائے کے سامنے رویا پیٹا کہ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ہمارے گھر آکر ہمارے حضور کو گالیاں دیں۔ چنانچہ شاہ جیؒ کے خلاف کیس رجسٹر ہوا۔ شاہ جیؒ نے اپنی صفائی کے گواہوں میں قادیانی جماعت کے دوسرے لاٹ پادری کا نام لکھوایا۔ چنانچہ آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود پر آٹھ گھنٹے جرح ہوئی۔ شاہ جیؒ کے وکیل نے جہاں اور سوالات کئے ایک سوال یہ بھی کیا کہ مرزا قادیانی شراب پیتا تھا کہ نہیں؟

اگر کہتا ہے کہ پیتا تھا، تو شراب پینا نبوت کے منافی ہے اور کہتا کہ نہیں پیتا تھا تو حوالہ موجود!

مرزا محمود نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ پی۔ شاہ جیؒ نے اپنے وکیل سے کہلوایا کہ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ ایک مرتبہ پی یا ایک ہزار مرتبہ جو شراب پیئے وہ نبی نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ قادیان میں تحفظ ختم نبوت کا دفتر قائم کیا گیا۔ استاذ محترم مولانا محمد حیاتؒ تقریباً چودہ سال قادیان میں رہ کر ان کا تعاقب کرتے رہے۔ استاذ محترم کے علاوہ مولانا عنایت اللہ چشتیؒ آف کالا باغ میانوالی اور ماسٹر تاج الدین انصاریؒ بھی قادیان میں ان کا تعاقب کرتے رہے۔ تا آنکہ قیامِ پاکستان کا اعلان ہوا۔ قادیانی جماعت کا لاٹ پادری پہلے پاکستان آیا اور استاذ محترم شاہ جیؒ کی اجازت سے بعد میں آئے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام:

پاکستان بننے کے بعد قادیانیوں نے اپنے پر پرزے نکالنے شروع کردیئے۔ قیام پاکستان سے پہلے مجلس احرارِ اسلام پورے ہندوستان میں ان کا تعاقب جاری رکھے ہوئے تھی۔ احرار بوجوہ تحریک پاکستان میں حصہ نہ لے سکے تو قادیانیوں کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا تو ملک بھر سے شاہ جیؒ کو خطوط آنے لگے کہ پہلے آپ قادیانیت کے خلاف جدوجہد کرتے تھے اب قادیانیت منہ زور گھوڑے کی طرح دولتیاں مار رہی ہے، تو احرار راہنماؤں کا اجلاس امیر شریعتؒ کی صدارت میں منعقد ہوا تو جنوری ۱۹۴۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے مستقل جماعت کی داغ بیل ڈالی گئی۔

(الاحرار، ج:۱، شمارہ:۳-۸۷، ص:۱۳)

مؤرخ احرار مرزا غلام نبی جانباز لکھتے ہیں:

’’تقسیم ملک کے بعد سیاسی سرگرمیاں ختم ہوچکی تھیں، جنوری ۱۹۴۹ء میں مجلس احرار اسلام کا سیاسی نظام ختم کردیا گیا اور اس کی جگہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام پر تبلیغی کام کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اس ادارے کے صدر سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے۔‘‘

(کاروانِ احرار، ج:۵، ص:۱۳)

جماعت دوحصوں میں تقسیم:

چنانچہ ۲۰/ اپریل ۱۹۴۵ء کو امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے علاوہ ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، شیخ حسام الدینؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا مجاہد الحسینیؒ، مولانا حافظ سیّد ابوذر بخاریؒ، مولانا تاج محمودؒ اور مولانا محمد شریف جالندھریؒ اجلاس میں شریک ہوئے.... اتفاق رائے سے یہ طے پایا کہ شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری آئندہ احرار کے

سربراہ ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحب، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ ہوں گے۔ اسی اجلاس میں دفاتر بھی تقسیم کر لئے گئے اور باہمی محبت اور خیرسگالی قائم رکھنے کا عہد کیا گیا۔

۴،۵؍ستمبر ۱۹۵۴ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں باقاعدہ اجلاس ہوا جس میں دستور مرتب کرنے کے لئے کمیٹی قائم کی گئی۔

۱۳؍ستمبر ۱۹۵۴ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا اجلاس ملتان میں منعقد ہوا، جس میں دستور کی منظوری اور مندرجہ ذیل عہدیداروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا:

امیر: حضرت مولانا سیّد عطاء شاہ بخاریؒ

ناظم اعلیٰ: حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

اراکین: مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد شریف بہاولپوری، مولانا علاؤالدین ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا نذیر حسین پنوعاقل، مولانا محمد رمضان علوی راولپنڈی، مولانا مجاہد الحسینی مظفرگڑھ، مولانا محمد حیات فاتح قادیان، مولانا عبدالرحمٰن میانوی، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی ساہیوال، مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد گوجرانوالہ، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا عبدالرحیم اشعر۔ شاہ جیؒ تاحیات مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدر رہے۔

۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی چوکیداری، دین اسلام کی پہرہ داری، ملک وملت کے لئے عظیم قربانیاں دینے والا مرد قلندر اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ اگلے دن ۲۲؍اگست کو آپ کی نماز جنازہ ایمرسن کالج گراؤنڈ ملتان میں آپ کے فرزند ارجمند مولانا سیّد ابوذر بخاریؒ کی امامت میں ادا کی جاتی ہے اور انہیں رحمت خداوندی کے سپرد کیا جاتا ہے۔ آپ کی نماز جنازہ میں ہزاروں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی۔☆☆

پروفیسر ابومحمد عطاء محمد رحمۃ اللہ علیہ سکھر کی رحلت .... مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

پروفیسر ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ سکھر کے نامور علماء کرام میں سے تھے، لکھنا پڑھنا ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، جب بھی ان کی خدمت میں حاضری ہوئی تو انہیں کوئی نہ کوئی کتاب پڑھتے ہوئے دیکھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام ان کی دو ہی جماعتیں تھیں اور دونوں جماعتوں سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ مجلس کی چھوٹی بڑی تمام مطبوعات ان کی ذاتی لائبریری میں موجود ومحفوظ ہیں۔ سندھ کے مرد مجاہد، تحریک ختم نبوت کے خاموش سرپرست، جمعیت علماء اسلام کے ایک سابق مرکزی امیر حضرت اقدس سائیں عبدالکریم قریشی نوراللہ مرقدہ بیر شریف سے اصلاحی تعلق تھا۔ قادیانیت کے خلاف نفرت انہیں اپنے شیخ سے ورثہ میں ملی۔ پاؤں سے معذور ہونے کے باوجود متحرک وفعال شخصیت کے مالک تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے سرپرستوں میں سے تھے۔ وقتاً فوقتاً ہماری راہنمائی فرماتے رہے، مجلس سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر سلمہ کو اپنے بیٹوں اور اولاد کی طرح پیار دیتے مبلغ موصوف انہیں ملنے میں تاخیر کر دیتے تو ٹیلی فون کر کے بلا لیتے۔ بہت ہی محبت والے انسان تھے۔ مبلغ موصوف کو حکم تھا کہ راقم سمیت جب بھی مرکز سے کوئی صاحب سکھر آئے ملے بغیر نہیں جانا چاہئے اور راقم بھی اگر انہیں نہ ملتا تو راقم کا تبلیغی دورہ نامکمل ہوتا۔ انہوں نے دینی علوم کی تکمیل اپنے شیخ سائیں بیر والوں سے کی۔ سائیں بیر والے اور مولانا محمد علی جالندھریؒ ان کے محبوبین میں سے تھے۔ دونوں حضرات کا ذکر خیر اس والہانہ انداز سے فرماتے کہ گویا وہ ان دونوں حضرات کے علاوہ کسی اور کو جانتے ہی نہیں۔ انہوں نے ایک واقعہ سنایا کہ حضرت جالندھریؒ کوئٹہ کے سفر پر جا رہے تھے اور انہیں خط لکھا کہ فلاں تاریخ کو فلاں ٹرین سے روہڑی آؤں گا۔ میرے پاس تین چار گھنٹے ٹائم ہوگا۔ عطاء محمد آپ اس وقت سے فائدہ اٹھا کر کوئی پروگرام رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں۔ فرمایا کہ مجھے مقررہ تاریخ سے تین روز پہلے خط موصول ہوا تو ہم نے بازار میں ختم نبوت کانفرنس کا اعلان کر دیا۔ انہیں روہڑی اسٹیشن سے تانگے پر وصول کیا۔ سیدھا کانفرنس ہال میں لے آئے، چند منٹ ستانے کے بعد بھرپور خطاب فرمایا اور اسی تانگہ پر انہیں سکھر اسٹیشن پہنچایا، سیٹ ریزرو نہیں تھی۔ فرمایا کہ مجھے گاڑی پر سوار کرانا آپ کا کام ہے، جگہ بنانا میرا کام، دو سیٹوں کے درمیان کپڑا بچھایا اور سفر کیا۔ فرماتے تھے کہ اس واقعہ کے بعد مجھے مولانا جالندھریؒ سے عقیدت اور بڑھ گئی۔ حضرت سائیں بیر والوں نے سندھی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ لکھا۔ تو پروفیسر صاحب نے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ ترجمہ مکمل کرنے کے بعد مقامی علماء کرام مولانا اسداللہ اور مولانا مفتی محمد شفیع کے سپرد فرمایا کہ اسے چیک کر لیں۔ مذکورہ بالا علماء کرام نے اسے دیکھ لیا ارادہ تھا کہ اسے پریس میں بھیجنا ہے کہ وقت موعود آن پہنچا۔ ایلمنٹری اسکول سے ریٹائر ہونے کے بعد پڑھنے لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ ۷؍جون ۲۰۲۲ء کو وفات ہوئی اس سے پہلے والا جمعہ پڑھنے کے لئے گول مسجد سکھر میں تشریف لے گئے۔ خطیب صاحب نے عرض کیا کہ آج آپ بیان فرمائیں، تو الہامی بیان فرمایا۔ جس میں یہ فرمایا کہ ہم قادیانیوں کو اپنے علماء کرام اور مشائخ عظام کے کہنے کی وجہ سے کافر نہیں کہتے بلکہ ہمارے دل کا نور ہمیں مجبور کرتا ہے کہ قادیانیوں کو کافر و مرتد کہیں۔ اسّی سال کے پیٹے میں ہوں گے کہ ۷؍جون ۲۰۲۲ء کو وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ کی امامت ان کے شیخ اور استاذ حضرت سائیںؒ بیر والوں کے فرزند ارجمند حضرت سائیں عبدالمجیب مدظلہ کی امامت میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں علماء کرام، حفاظ وقراء اور مسلمانوں نے شرکت کی۔ انہوں نے پسماندگان میں دو بیٹے بھی سوگوار چھوڑے۔

تحریک تحفظ ناموس رسالت کا اجلاس:

ملتان میں گستاخانِ رسول سے متعلق تمام مکاتب فکر، دینی و سیاسی جماعتوں، تاجروں و صحافیوں پر مشتمل ایک تنظیم قائم ہے۔جس کا نام تحریک تحفظ ناموس رسالت ہے۔ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان کے ایک لیکچرار پروفیسر جنید حفیظ نے گستاخی کا ارتکاب کیا تو یہ تنظیم معرض وجود میں آئی، جناب محمد آصف اخوانی اس کے صدر مقرر کئے گئے، حال ہی میں زکریا یونیورسٹی میں سمرکیمپ کے نام سے لینگویج پروگرام شروع کئے گئے۔ ان میں ایک پروگرام فرانسیسی لینگویج سیکھنے کا کیمپ بھی رکھا۔ فرانس نے سرکاری سطح پر توہین رسالت کا ارتکاب کیا اور فرانسیسی حکومت اس کی مکمل سرپرستی کررہی ہے اور اسے اپنے اس فعل بد پر کوئی ندامت بھی نہیں اور اس کے کچھ پروفیسر جو فرانس سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے کر آئے ہیں مکمل سرپرستی کررہے ہیں۔ یونیورسٹی انتظامیہ کے زیرسایہ یہ کرتوت جاری ہیں۔

۲۰/ جون ۲۰۲۲ء کو تحریک تحفظ ناموس رسالت کے زیراہتمام مقامی ہوٹل میں تمام دینی و سیاسی جماعتوں اور مختلف شعبۂ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے عمائدین کا اجلاس جناب آصف اخوانی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مہمانان خصوصی مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، علامہ حامد سعید کاظمی تھے۔مجلس کی نمائندگی مولانا محمد انس اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کی۔

یونیورسٹی کے چانسلر گورنر پنجاب، وائز چانسلر، کمشنر ملتان ڈویژن سے ملاقات کے لئے جناب آصف اخوانی کی سربراہی میں کمیٹی مقرر کی گئی جو ان سے وقت طے کرے گی اور یونیورسٹی کے زیراہتمام ہونے والے پروگرام پر احتجاج کرے گی۔ نیز یہی کمیٹی انڈیا کی گستاخی کے خلاف مظاہرے اور ریلی کا اہتمام کرے گی۔

راقم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا کہ بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی میں ڈاکٹر سلیمان اظہر (ڈاکٹر بہاؤالدین) جو ایڈنبرا یونیورسٹی سے رسول اللہ کے نظام جاسوسی کے متعلق ڈاکٹریٹ کی سند لے کر آئے، اس کے مقالہ میں بعض گستاخانہ جملے تھے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تمام مکاتب فکر اور دینی وسیاسی جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل قائم کی اور اس کے خلاف تحریک چلاکر اسے یونیورسٹی سے نہ صرف نکلوایا بلکہ یونیورسٹی انتظامیہ سے یہ فیصلہ کرایا کہ آئندہ اسلامیات سے متعلق اسکالرشپ کے لئے یونیورسٹی کا کوئی اسٹوڈنٹ یورپی یونیورسٹیوں میں سے نہیں جائے گا۔لہٰذا زکریا یونیورسٹی سے اس قسم کا فیصلہ کرانے کے لئے تحریک چلائی جائے۔ اجلاس سے مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، علامہ حامد سعید کاظمی، مولانا فاروق خان سعیدی، جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مولانا ایازالحق قاسمی، علامہ عبدالحق مجاہد اور دیگر کئی حضرات نے تجاویز پر مشتمل خطابات کئے۔

ختم نبوت کورس لطف آباد: قاری خضر حیات مدظلہ، مولانا محمد زبیر مدظلہ کی مساعی جمیلہ سے جامع مسجد احسن القرآن لطف آباد میں سہ روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا، جس میں تقریباً ایک سو علماء کرام، تعلیمی اداروں کے اسٹوڈنٹس نے شرکت کی، جس کی صدارت مولانا قاری خضر حیات نے کی۔ مہمان خصوصی مولانا زبیر احمد تھے۔ ۲۵/ جون ظہر سے عصر تک مسلمانوں اور قادیانیوں میں متنازع عقائد، ختم نبوت، اجراءِ نبوت، حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، کذب مرزا قادیانی پر مولانا محمد اسماعیل شجاع

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے
دعوتی و تبلیغی اسفار

انتقال پُر ملال

کراچی..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ جامع مسجد فلاح (شارع شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ) کے مخلص کارکن حافظ محمد اویس زمان سلّمہٗ کی پھوپھی صاحبہ اور پھوپھی زاد بھائی جناب زاہد انصاری انتقال کر گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون! قارئین سے مرحومین کے لئے ایصال ثواب کی درخواست ہے۔ (مولانا محمد قاسم)

آبادی نے لیکچر دیا۔

۲۶؍جون کو مولانا شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا اور قادیانیوں کے شبہات کے جوابات ارشاد فرمائے۔

۲۷؍جون کو رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر لیکچر دیا اور سامعین کے سوالات کے جوابات دیئے۔ تینوں روز سامعین کے سوالوں کے جوابات دیئے گئے۔ مسجد سے ملحقہ مدرسہ جامعہ اسلامیہ قمر النساء قائم ہے جس کا سنگ بنیاد ۲۰۱۰ء جناب محمد احسن بیگ اویسی، مولانا سیّد بنیاد حسین شاہ، مولانا محمد یاسین سابق مہتمم جامعہ قاسم العلوم ملتان نے رکھا۔ مسجد کو تین مرتبہ کیمیکل ڈال کر آگ لگائی گئی، اللہ پاک نے اپنے فضل وکرم سے جانی نقصان سے بچایا۔

مولانا شجاع آبادی کا دورۂ علی پور

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۲۳،۲۴جون دو روزہ دورہ پر علی پور ضلع مظفر گڑھ تشریف لائے۔ دورہ کا آغاز جامعہ حسینیہ علی پور سے کیا۔ جامعہ کے بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے امیر مولانا منظور احمد الحسینیؒ تھے۔ اہتمام وانصرام مجلس کے سابق مرکزی خازن مولانا غلام محمد علی پوریؒ کے فرزند ارجمند مولانا اجود حقانی حفظہ اللہ چلا رہے ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ جامعہ کے اساتذہ کرام سے ملاقات کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی مبلغ مولانا حمزہ لقمان سلمہ نے مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد دو مساجد میں درسوں کا اہتمام کیا، جن میں سینکڑوں مسلمانوں نے شرکت کی۔ رات کا قیام دارالعلوم ختم نبوت میں رہا۔ جس کے بانی مولانا ذوالفقار احمد قادری مدظلہ ہیں، چند سال پہلے آغاز کیا۔ مدرسہ میں حفظ وناظرہ کے علاوہ درجۂ کتب کے ابتدائی درجات کی تعلیم ہوتی ہے۔ ۲۴؍جون صبح کی نماز کے مولانا شجاع آبادی نے بچوں کو عقیدۂ ختم نبوت سمجھایا۔ قاری منیر احمد نعمانی مدظلہ مجلس علی پور کے امیر ہیں۔ فتح پور روڈ پر ان کے مدرسہ میں تشریف حاضری اور امیر محترم کے حکم پر دعا فرمائی۔

۱۱ سے بارہ بجے جامعہ حبیب المدارس یا کی والی میں پروگرام طے تھا۔ جامعہ کے بانی فاضل دیوبند مولانا حبیب اللّٰہ تھے۔ اس وقت انتظام وانصرام مولانا محمد مکی مدظلہ کے ہاتھوں میں ہے۔ مولانا پروفیسر محمد مکی اور اساتذہ کرام سے ملاقات کی۔ جمعۃ المبارک کا خطبہ مجلس کے مرکز جامع مسجد ختم نبوت چوک پرمٹ میں دیا۔ اس مرکز کے اصل بانی مبانی مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ ہیں جن کی ترغیب سے علی پور کی ڈیننہ برادری نے مجلس کو کئی ایکڑ جگہ وقف کی۔ جہاں مسجد اور دارالہدیٰ کے نام سے مرکز بنایا گیا۔ مولانا عبدالکریمؒ کئی سال اس مرکز کے انچارج رہے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا حمزہ لقمان نگران ہیں، ان کی دعوت پر حاضری ہوئی۔

جامعہ اشرفیہ مان کوٹ

جامعہ اشرفیہ مان کوٹ خانیوال کے بانی ہمارے حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے فرزند نسبتی مولانا محمد اشرف شادؒ تھے، جو اپنے علاقہ میں ہی نہیں پورے ملک میں ’’امام الصرف‘‘ کے نام سے مشہور تھے۔ ایک خاتون جس کے بیٹے کا نام محمد اشرف تھا کی وفات ہوئی تو اس نے اپنے فرزند ارجمند کے ہمنام مولانا محمد اشرف شادؒ کو ایک قطعۂ اراضی وقف کیا۔ جہاں انہوں نے جامعہ اشرفیہ کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ اس کا سنگ بنیاد ہمارے استاذ جی حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، امام اہلسنت حضرت علامہ عبدالستار تونسویؒ ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۹۸۹ء میں رکھا۔ بانی ادارہ چونکہ صرف کے فن کے امام تھے۔ پورے ملک سے علماء کرام اور طلبہ کا رجوع عام ہوا۔ آغاز صرف سے کیا، جس نے دیکھتے ہی دیکھتے جامعہ کی شکل اختیار کرلی، جس میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔

امام الصرف کا انتقال ۱۶؍فروری ۲۰۰۸ء میں ہوا تو ان کے فرزند اکبر مولانا مفتی محمد احمد انور مدظلہ ادارہ کے مہتمم مقرر کئے گئے۔ بانی ادارہ کے زمانہ میں چار دیواری بھی مکمل نہ تھی۔ موجودہ مہتمم نے ادارہ کو ترقی دی۔ چار دیواری کی تکمیل ہوئی اور خوبصورت مسجد بھی بنائی گئی۔ دسیوں فٹ اونچا مینار زیر تعمیر ہے۔ ۷۵۰ کے قریب طلبہ وطالبات ۲۹ اساتذہ کرام اور معلمات کی نگرانی میں زیورِ تعلیم سے آراستہ وپیراستہ ہو رہے ہیں۔ شہری فضا سے ہٹ کر دیہاتی ماحول میں سینکڑوں طلبہ کی حاضری تعلیمی ماحول کی دلیل ہے۔

۲۷؍جون کو ختم نبوت کورس لطف آباد سے فراغت کے بعد جامعہ اشرفیہ مان کوٹ میں حاضری دی۔ مولانا مفتی محمد احمد انور مدظلہ سمیت اساتذہ کرام سے ملاقاتیں کیں اور علاقہ بھر میں عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیوں کی سرگرمیوں اور ان کے توڑ پر غور وخوض ہوا۔ مولانا مفتی محمد احمد انور نے لطف آباد میں کورس کو خوش آئند قرار دیا۔ ☆☆

چلو چلو مزار قائد کراچی چلو
یکم ستمبر 2022 بروز جمعرات بعد نماز عصر ان شاء اللہ
فقید المثال
عظیم الشان
تاریخ ساز
تحفظ ختم نبوۃ کانفرنس
بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے ان شاء اللہ
آیئے اور ایمان بڑھایئے
بمقام
مزار قائد کراچی
بدعا
پیر طریقت امیر شریعت حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب حفظہ اللہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر صدارت
پیر طریقت ولی ابن ولی مخدوم العلماء حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
زیر سرپرستی
یادگار اسلاف مفکر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب حفظہ اللہ
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر نگرانی
استاذ العلماء یادگار اسلاف حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب حفظہ اللہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
ملک بھر سے نامور علماء کرام مشائخ عظام نعت خوان
قراء اور مذہبی سیاسی وسماجی قائدین تشریف لا رہے ہیں
تمام اہل اسلام سے جوق در جوق شرکت کی اپیل ہے
زیر اہتمام
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کراچی
برائے رابطہ
021-32780337
021-32780340
پشاوری پرنٹرز کراچی 0315-3796371 0331-3796371
Email:peshawari371@gmail.com